
غیبی دنیا
تحریر؛ عدیل رفیق

غیبی دنیا

تحریر: عدیل رفیق

اسے غیبی دنیا بھوت پریت کی کہانیوں سے بہت لگاؤ تھا.

یہی وجہ تھی کہ صدیوں پرانے گھر اور محلوں کو خرید کر وہ ان میں چھپے راز کو جاننے میں اپنے دن رات گزار رہا تھا.

اسکی عمر 28 کے قریب تھی اور اسکا یہ مشغلہ 13 سال پرانا تھا.

15 کی عمر میں پہلی بار اس نے

ایک جن زادی سے ملاقات کی.

یہ وہ وقت تھا جب وہ اپنے والدین کیساتھ ایک صدیوں پرانے محل میں شفٹ ہوئے تھے.

یہ محل جنگلات کے درمیان تھا اور آبادی سے کافی دور تھا.

پس ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جو اس محل سے 5 کلومیٹر کی دوری پر تھا.

ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ باد **عظمت صحابہ زندہ باد**

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

معزز ممبران: آپ کا وٹس ایپ گروپ ایڈمن "**اردو بکس**" آپ سے مخاطب ہے۔

آپ تمام ممبران سے گزارش ہے کہ:

- گروپ میں صرف PDF کتب پوسٹ کی جاتی ہیں لہذا کتب کے متعلق اپنے کمنٹس / ریویوز ضرور دیں۔ گروپ میں بغیر ایڈمن کی اجازت کے کسی بھی قسم کی (اسلامی و غیر اسلامی، اخلاقی، تحریری) پوسٹ کرنا سختی سے منع ہے۔
- گروپ میں معزز، پڑھے لکھے، سلجھے ہوئے ممبرز موجود ہیں اخلاقیات کی پابندی کریں اور گروپ رولز کو فالو کریں بصورت دیگر معزز ممبرز کی بہتری کی خاطر ریموو کر دیا جائے گا۔
- کوئی بھی ممبر کسی بھی ممبر کو انباکس میں میسج، مس کال، کال نہیں کرے گا۔ رپورٹ پر فوری ریموو کر کے کاروائی عمل میں لائے جائے گی۔
- ہمارے کسی بھی گروپ میں سیاسی و فرقہ واریت کی بحث کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔
- اگر کسی کو بھی گروپ کے متعلق کسی قسم کی شکایت یا تجویز کی صورت میں ایڈمن سے رابطہ کیجئے۔
- سب سے اہم بات:

گروپ میں کسی بھی قادیانی، مرزائی، احمدی، گستاخِ رسول، گستاخِ امہات المؤمنین، گستاخِ صحابہ و خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین، گستاخ اہلبیت یا ایسے غیر مسلم جو اسلام اور پاکستان کے خلاف پراپیگنڈا میں مصروف ہیں یا ان کے روحانی و ذہنی سپورٹرز کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے لہذا ایسے اشخاص بالکل بھی گروپ جوائن کرنے کی زحمت نہ کریں۔ معلوم ہونے پر فوراً ریموو کر دیا جائے گا۔

- تمام کتب انٹرنیٹ سے تلاش / ڈاؤنلوڈ کر کے **فری آف کاسٹ** وٹس ایپ گروپ میں شیئر کی جاتی ہیں۔ جو کتاب نہیں ملتی اس کے لئے معذرت کر لی جاتی ہے۔ جس میں محنت بھی صَرف ہوتی ہے لیکن ہمیں آپ سے صرف دعاؤں کی درخواست ہے۔
- عمران سیریز کے شوقین کیلئے علیحدہ سے عمران سیریز گروپ موجود ہے۔
- **لیڈیز کے لئے الگ گروپ کی سہولت موجود ہے جس کے لئے ویریفکیشن ضروری ہے۔**
- اردو کتب / عمران سیریز یا سٹڈی گروپ میں ایڈ ہونے کے لئے ایڈمن سے وٹس ایپ پر بذریعہ میسج رابطہ کریں اور جواب کا انتظار فرمائیں۔ برائے مہربانی اخلاقیات کا خیال رکھتے ہوئے موبائل پر کال یا ایم ایس کرنے کی کوشش ہر گز نہ کریں۔ ورنہ گروپس سے تو ریموو کیا ہی جائے گا بلاک بھی کیا جائے گا۔

نوٹ: ہمارے کسی گروپ کی کوئی فیس نہیں ہے۔ سب فی سبیل اللہ ہے

0306-7163117 — **محمد سلمان سلیم**

0343-7008883 — **پاکستان زندہ باد**

0333-8033313 — **راؤ ایاز**

پاکستان زندہ باد **پاکستان پائندہ باد**

اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو

SULMAN Online Shopping Centre







السلام علیکم معزز ممبرز اردو بکس!

آپ کے ایڈمن سلمان سلیم نے اپنی بہنوں اور بھائیوں کی سہولت کے لیے آن لائن پراڈکٹس کا کام شروع کیا ہے جس میں لیڈیز اینڈ جینٹس کے لئے ہر موسم کے مطابق کپڑوں کی ورائٹی کے علاوہ فینسی ڈریسز، برائیڈل، مہندی کے فنکشن کے فراک، بچوں کے لیے خوبصورت کلیکشن، کاسمیٹکس پراڈکٹس اور لیڈیز پرس اچھی کوالٹی کے مشہور برانڈ وغیرہ مناسب قیمت پر آپ کو مارکیٹ ریٹس سے بھی کم قیمت پر آپ کے گھر پر ہی بذریعہ کوریئر سروس مل جائیں گے۔ کیونکہ دکان دار حضرات دکان کا کرایہ، ماہانہ بجلی کے بلز اور ملازموں کی تنخواہیں وغیرہ بھی آپ ہی کی جیب سے نکالتے ہیں۔ لیکن ہم آپ کو مناسب قیمت میں گارنٹی کے ساتھ (کلر اور سٹف کی گارنٹی ہو گی) یعنی جو آپ پسند کر کے آرڈر کریں گے وہی چیز اگر نہ ملے ہم بخوشی بغیر کسی ردوقدح کے واپسی کر کے آپ کے پیسے آپ کو لوٹا دیں گے۔ ڈیلوری آرڈر دینے کے تین سے چار دن کے اندر ہو جایا کرے گی (ان شاء اللہ)۔

JOIN US 👉👉

روزانہ نیو کلیکشن کی پوسٹنگز دیکھنے کے لیے ہمارا گروپ جوائن کریں۔ برائے رابطہ: 03067163117

Disclaimer: Product Colour may vary slightly due to photographic lighting or your device settings

(فی میلز کے لئے علیحدہ گروپ کی سہولت موجود ہے)



اس گاؤں کی کل آبادی صرف 58 لوگوں پر مشتمل تھی.

محل کافی بڑا تھا اور دیکھنے میں خوفناک بھی.

احمد کا کوئی بھائی بہن نہیں تھا اور وہ اکثر اس بات پر خفا رہتا تھا کہ اس کیساتھ کھیلنے والا کوئی نہیں.

احمد کا ابو وکیل تھا اور وہ ویکنڈ پر ہی انھیں یہاں ملنے آتا تھا.

محل میں شفٹ ہوئے تین دن ہی ہوئے تھے کہ احمد اس محل سے اکتا چکا تھا سب سے بڑی وجہ یہ ہی تھی کہ محل سے باہر جانے کی اجازت نہیں تھی.

پس احمد کا ٹیچر ہی تھا جو احمد کو ہنسانے میں کامیاب ہو پاتا تھا.

ماسٹر اکبر کی عمر 45 کے قریب تھی اور وہ اس محل کے قریب جو گاؤں تھا وہی رہتے تھے.

پانچویں دن ماسٹر اکبر کسی وجہ سے احمد کو پڑھانے نہ آسکے تو احمد کیلیے یہ دن گزارنا بہت مشکل ہو رہا تھا.

احمد اکتاہٹ میں محل کے ہر کمرے کو دیکھنا لگا جیسے اسے تلاش تھی کسی کی جو اس محل کے کسی کمرے میں چھپا ہو.

اچانک احمد کے دماغ میں خیال آیا کہ کیوں نہ اس محل کے سب سے اونچے کمرے کو کھولا جائے اور اس کی کھڑکی سے آسمان کو دیکھا جائے.

احمد اس کمرے کے دروازے کو کھولنا ہی لگا تھا کہ اسے ماسٹر اکبر کی بات یاد آئی.

"بیٹا احمد آپ لوگوں نے اس محل کو خرید تو لیا ہے مگر اس محل کا سب سے جو اونچا کمرہ ہے وہ آپ کا نہیں ہے, کبھی بھی اس کمرے کو کھولنے کی غلطی مت کرنا.

آپ کے ابو کو بھی میں نے اس بارے میں بتایا ہے آپ بھی بیٹا اس بات کا خاص خیال رکھنا".

احمد کمرے کے دروازے سے واپس پلٹا اور ابھی چند قدم واپس بڑھائے ہی تھے کہ اسے دروازہ کھلنے کی آواز سن کر رکنا پڑا.

دروازہ بہت پرانا تھا اور کافی عرصہ سے بند تھا جسکی وجہ سے دروازہ کھلنے کی آواز اس قدر زیادہ تھی.

احمد بری طرح ڈر چکا تھا لیکن اس نے دل بڑا کرتے ہوئے کمرے میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا.

(غیبی دنیا 2)

جیسے ہی احمد کمرے میں داخل ہوا دروازہ بند ہو گیا اور احمد ڈر کے مارے چیختے ہوئے دروازے کی طرف لپکا مگر اب سب بے سود تھا.

کچھ دیر بعد احمد نے تھک ہار کر دروازے کا ہینڈل چھوڑا اور کمرے کو دیکھنے لگے.

باقی کمروں کے برعکس یہاں چراغ روشن تھے.

کمرہ احمد کی سوچوں کے برعکس صاف ستھرا اور روشن تھا اور کمرے میں موجود چیزوں کی ترتیب اس بات کی گواہ تھی کہ یہاں کوئی رہائش پزیر ہے.

کمرے میں موجود ہر شے بہت پرانے زمانے کی تھی,احمد نے ادھر اُدھر بہت نگاہ گھمائی مگر اسے کوئی نظر نہیں آیا.

پھر اچانک کھڑکی کے ساتھ پڑے میز پر پڑی ایک کتاب اسے دکھائی دی.

احمد اس کتاب کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچانک کہیں سے ایک سیاہ رنگ کی بلی اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی اور اسے دیکھ کر شور مچانے لگی.

یہ بلی خاصی موٹی تھی اور یوں شور مچا رہی تھی جیسے کسی کو بلا رہی ہو.

احمد اسے دیکھ بہت گھبرا گیا,احمد نے اس سے پہلے اتنی بڑی جسامت کی بلی نہیں دیکھی تھی.

احمد دوبارہ دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے لگا.

احمد خوف کے مارے پسینے میں بھیگنے لگا.

اچانک بلی خاموش ہو گئی.

احمد نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اسے بلی دکھائی نہیں دی.

احمد بری طرح تھک چکا تھا سو دروازے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا.

کچھ دیر بعد احمد دوبارہ اس کتاب کی طرف بڑھا.

جیسے ہی احمد نے کتاب کی طرف ہاتھ بڑھایا,اچانک کھڑکی کھلی اور سرد ہواؤں کے جھونکے سے کتاب کھلی اور اس کے اوراق الٹنے لگے.

جیسے ہی ہوا تھمی تو احمد نے دوبارہ کتاب کی طرف نگاہ گھمائی.

"تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا,

غلطی کی ہے تم نے سزا کے لیے تیار ہو جاؤ".

جیسے ہی احمد نے کتاب پر لکھی یہ تحریر پڑھی اس کا دل خوف کے مارے اور تیزی سے دھڑکنے لگا.

احمد نے ہمت سے کام لیتے ہوئے کتاب کے پاس پڑھے قلم کو اٹھایا اور اس کتاب پر لکھنا شروع کیا.

"میں احمد ہوں اور میں یہاں کسی کو نقصان پہچانے نہیں آیا اور مجھے نہیں پتہ کہ میں نے کیا غلطی کی ہے مگر پھر بھی میں معافی مانگتا ہوں اور میں درخواست کرتا ہوں کہ کمرے کا دروازہ کھول دیا جائے تاکہ میں بنا کوئی اور غلطی کیے واپس جا سکوں".

احمد نے ابھی لکھا ہی تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے اس کا لکھا مٹنے لگا.

)3 غیبی دنیا(

جیسے ہی اس کا لکھا غائب ہوا کتاب خود بخود بند ہو گئی اور ایک بار پھر اسے اپنے پیچھے کی جانب سے بلی کی آواز سنائی دی جو اسے اور بھی خوف زدہ کر رہی تھی.

احمد بلی کو دیکھ کر کانپنے لگا اور وہ سیاہ بلی اس کی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہی دیکھتے ایک لڑکی کی انسانی شکل میں آ گئی.

احمد کی سانس اٹک سی گئی تھی وہ چیخنا چاہتا تھا مگر ڈر کے مارے اس کی ہمت جواب دے گئی اور وہ بیہوش ہو کر گر پڑا.

شام ہو رہی تھی اور احمد کی والدہ پریشانی کے مارے نوکرانی کیساتھ احمد کو پورے محل میں ڈھونڈ رہی تھی.

مالکن محل بہت بڑا ہے اور سنا ہے کہ یہاں جنات بھی رہتے ہیں. نوکرانی روبینہ بی نے احمد کی والدہ کو مخاطب کیا.

روبینہ میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں اور تم ایسی باتوں سے مجھے اور پریشان کر رہی ہو.

مالکن میری مانیئے تو ماسٹر اکبر کو کال کر کہ بولا لیجیئے, صرف ماسٹر اکبر ہی ہیں جو اس محل کو سب سے زیادہ جانتے ہیں.

ٹھیک ہے روبینہ بی.

....

احمد کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ وہ لڑکی جو پہلے بلی تھی اسے بیڈ پر لٹا کر ٹھنڈے پانی سے احمد کا ماتھا تر کر رہی تھی.

احمد اب بھی خوف زدہ تھا.

جیسے ہی احمد نے اٹھنے کی کوشش کی تو اس لڑکی نے اسے دوبارہ لٹا دیا.

"تم تو سزا سے پہلے ہی بیمار پڑ گئے".

لڑکی نے مسکراتے ہوئے طنز کیا.

احمد نے اس طنز کا کوئی جواب نہ دیا اور خوف کے مارے پھٹی آنکھوں سے لڑکی کو دیکھتا ہی جارہا تھا.

احمد کو خاموش پاکر لڑکی ایک بار پھر اس سے مخاطب ہوئی.

"احمد مجھ سے مت ڈرو میں نوشیزہ ہوں اور میں کسی کو نقصان نہیں پہنچاتی جب تک کہ کوئی مجھے نقصان نہ پہنچائے اور میں نے دیکھ لیا ہے کہ تم بہت ڈرپوک ہو, چاہ کر بھی تم مجھے نقصان نہیں پہنچاسکتے, لہٰذہ تم بھی مجھ سے خوف مت کھاؤ میں تمھیں نقصان نہیں پہنچاؤ گی".

نوشیزہ کی باتوں نے احمد کو کچھ پر سکون کیا اور وہ بخار سے نڈھال ہو کر سو گیا.

......

"ماسٹر اکبر میرا بیٹا نہیں مل رہا, پلیز کچھ کیجیے." احمد کی والدہ نے روتے ہوئے کہا.

"فکر مت کریں محترمہ آپ پس روبینہ بی کیساتھ اپنے کمرے میں جائیں اور فکر مت کریں, احمد مل جائیگا".

جیسے ہی روبینہ بی احمد کی والدہ کو ان کے کمرے میں لے گئی تو ماسٹر اکبر تیزی سے سیڑھیوں کی جانب بھاگے.

(غیبی دنیا 4)

ماسٹر اکبر تیزی سے سیڑھیوں پر بھاگتا ہوا اس کمرے کے بارے میں سوچنے لگا جس میں احمد قید ہو چکا تھا.

ماسٹر اکبر ایک بار پہلے بھی اپنے والد کیساتھ اس کمرے کے رہائشی سے الجھ چکا تھا.

یہ 7 سال پہلے کی بات ہے جب ماسٹر اکبر اپنے والد کے ساتھ اس محل کے مالک احسن رشید کی بیٹی کے علاج کے سلسلے میں یہاں آئے تھے.

احسن رشید کا اس کی بیٹی کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا.

احسن رشید کی بیٹی کنزہ آسیب زدہ تھی.

ماسٹر اکبر کے والد صدیق روحانی عالم تھے اور اپنے کام کی وجہ سے بہت مشہور بھی.

"دروازہ کھولیئے احسن صاحب".

"بابا جی یہ دروازہ اندر سے بند ہے اور کنزہ اندر اکیلی ہے. جب سے آپ کو فون کیا ہے کنزہ دروازہ نہیں کھول رہی".

احسن رشید کی بات سننے کے بعد صدیق نے آنکھیں بند کر کے کچھ کلمات پڑھے اور ہاتھ پر پھونکا اور پھر وہ ہاتھ دروازے پر دے مارا.

جیسے ہی ہاتھ نے دروازے کو چھوا, دروازہ خودبخود آسانی سے کھل گیا.

جیسے ہی صدیق بابا کمرے میں داخل ہوئے کنزہ ان پر جھپٹی اور ان کا گلا گھونٹنے لگی.

اکبر اور احسن رشید نے بھاگ کر کنزہ کو پکڑنا چاہا مگر کنزہ نے ان دونوں کو باری باری اچھال کر دیوار پر دے مارا.

اکبر کا سر بری طرح دیوار سے ٹکرایا جس سے وہ بیہوش ہو گیا اور احسن رشید کو بھی خاصی چھوٹیں آئیں جس کی وجہ سے وہ دوبارہ نہیں اٹھ سکے.

اس سے پہلے کہ کنزہ صدیق بابا کا کام تمام کرتی, صدیق بابا نے کچھ کلمات پڑھ کر کنزہ پر پھونکے جس سے وہ بری طرح تڑپی اور چیختی ہوئی کمرے سے باہر بھاگ گئی.

"بابا جی میں نے پورے محل میں ڈھونڈا ہے مگر کنزہ نہیں ملی. " احسن رشید نے پریشان ہوتے ہوئے کہا.

"احسن صاحب کنزہ پر ایک جن سوار ہے جو بہت طاقتور ہے, اگر ہم نے جلد کچھ نہ کیا تو کچھ بھی ہو سکتا ہے. " اکبر کے سر سے خون صاف کرتے ہوئے صدیق بابا نے احسن رشید کو مخاطب کیا.

"بابا جی کنزہ کے علاوہ میرا کوئی نہیں, پلیز ایسا مت کہیئے ".

"احسن صاحب آپ مجھے یہ بتائے کہ کنزہ کی جب سے یہ حالت ہوئی ہے, تب سے وہ زیادہ تر وقت کہاں گزارتی ہے "?

"بابا جی تب سے وہ زیادہ تر وقت اس محل کے سب سے اوپر والے کمرے میں گزارتی ہے اور وہاں کسی سے باتیں کرتی ہے حالانکہ اس کمرے میں کوئی نہیں رہتا ".

"یہ آپ سوچتے ہیں کہ وہاں کوئی نہیں رہتا, آپ مجھے وہاں لے چلیں احسن صاحب ".

(غیبی دنیا 5)

"یہ وہ کمرہ ہے بابا جی, جہاں کنزہ زیادہ تر وقت گزارتی ہے ".

"ٹھیک ہے احسن صاحب آپ میرے بیٹے اکبر کے پاس جائیں, خیال رکھیئے گا اس کا, میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں آپ کے پاس. " صدیق بابا نہیں چاہتے تھے کہ دوبارہ اکبر پر حملہ ہو اس لیے انھوں نے احسن رشید کو اکبر کے پاس بھیج دیا اور خود اکیلے اس کمرے میں داخل ہوئے.

جیسے ہی صدیق بابا کمرے میں داخل ہوئے اک عجیب سی خوشبو نے ان کا استقبال کیا جس سے وہ سمجھ گئے کہ یہاں جو رہائش پزیر ہے یقینن وہ اچھائی پسند ہے.

اس سے پہلے کہ صدیق بابا کچھ کرنے کی سوچتے کھڑکی کیساتھ رکھے میز پر پڑی کتاب کے اوراق الٹنے کی آواز نے انھیں مخاطب کیا اور وہ چپ چاپ اس کتاب کی طرف بڑھے.

"نوشیزہ نام ہے میرا نہ نقصان پہچانا چاہتی ہوں اور نہ نقصان اٹھانا".

کتاب لکھی اس تحریر صدیق بابا کا کام بہت آسان کر دیا.

صدیق بابا نے پاس پڑی قلم اٹھائی اور کتاب پر لکھنا شروع کیا.

"کنزہ کی آزادی چاہتا ہوں اور ختم کرنا چاہتا ہوں اس کو جو کنزہ پر سوار ہے. " جیسے ہی صدیق بابا نے یہ تحریر لکھی اچانک کہیں سے ایک سیاہ بلی میز پر نمودار ہوئی جو کافی موٹی تازی اور عام بلی سے کہیں زیادہ جسامت والی تھی اور اس کا چہرہ کافی خوفناک تھا.

اس سے پہلے کہ صدیق بابا کچھ کر پاتے اس بلی نے صدیق بابا کی گردن پر پنجے سے وار کیا اور غائب ہو گئی.

صدیق بابا کی گردن سے بری طرح خون بہنا شروع ہو گیا اور اسی اثناء میں کتاب پر نئی تحریر نمودار ہوئی.

"وہ بھائی ہے نوشیزہ کا جسے تم نے ختم کرنے کی بات کی ہے,اس سے پہلے کہ ہم تم سب کو ختم کر دیں اس محل کو چھوڑ جاؤ اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر کنزہ اپنے والد کیساتھ یہ جگہ چھوڑ جاتی ہے تو میرا بھائی بھی کنزہ کو آزاد کر دے گا.

اب مجھے امید ہے کہ تم دوبارہ میرے بھائی کو ختم کرنے کی بات نہیں کرو گے".

جیسے ہی صدیق بابا نے یہ تحریر پڑھ لی کتاب وہاں سے غائب ہو گئی اور صدیق بابا بہت زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے بیہوش ہو کر گر پڑے.

اسی اثناء میں احسن رشید اور اکبر کمرے میں داخل ہوئے.

"ابو جان......". صدیق بابا کو اس حالت میں دیکھ کر اکبر بری چلایا.

وقت پر ٹریٹمنٹ ملنے کی وجہ سے صدیق بابا کی جان بچ گئی مگر زخم گہرہ ہونے کی وجہ سے ابھی انھیں کافی تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا.

)غیبی دنیا 6(

چونکہ صدیق بابا کچھ بولنے کی حالت میں نہیں تھے سو اکبر نے قلم اور کاغذ ان کی طرف بڑھایا.

جو کچھ بھی صدیق بابا نے اس کتاب سے پڑھا تھا اور جو کچھ ان کیساتھ ہوا تھا انھوں نے وہ سب لکھ دیا.

"صدیق بابا اگر یہاں سے چلے جانے سے میری بیٹی کنزہ ٹھیک ہو سکتی ہے تو ہمیں یہ بھی منظور ہے".

"نہیں چچا آپ کو کہیں جانے کی ضرورت نہیں, جو کچھ ہو چکا ہے میرے ابو جان کیساتھ اور میرے ساتھ اس سب کے بعد بھی ہم ان کی بات مان لیں یہ ہر گز نہیں ہو گا, ابو جان میں اس کام کو انجام دوں اجازت دیجیئے مجھے".

صدیق بابا نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا.

عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر اکبر نے اپنے ارد گرد ایک بڑا سا دائرہ لگایا اور آنکھیں بند کر کے خاموشی سے کچھ پڑھنا شروع کر دیا.

صدیق بابا نے اپنے بیٹے کو بھی کافی عمل کروا رکھے تھے جن میں جن و ہمزاد کی تسخیر کے عمل شامل تھے.

ہمزاد کی تسخیر کا عمل بھی اکبر نے کر رکھا تھا سو اکبر نے اس کام کو انجام دینے کے لیے ہمزاد کی مدد لینے کے ارادے سے آنکھیں بند کر کے مخصوص کلمات کا ورد کرنا شروع کر دیا.

20 سے 25 منٹ گزرنے کے بعد ہمزاد نے اکبر کو اسلام کہا جس کے اسلام کا جواب اکبر نے من ہی من میں دیا.

جب بھی اکبر یوں ہمزاد کی مدد حاصل کرنے لیے آنکھیں بند کیے پڑھائی پر بیٹھتا تھا تو ہمیشہ ہمزاد اسے ایک درخت کے سائے تلے انسانی شکل میں ملتا تھا اور یہ سب اک خواب کی مانند ہوتا تھا.

جیسے ہی اکبر نے ساری صورتحال ہمزاد کو من ہی من بتائی, اکبر کو ہمزاد اس درخت سے اڑتا ہوا اس محل کی طرف آتا دکھائی دیا.

پھر ہمزاد نے کنزہ کو اکبر کے خیالات میں دکھایا کہ وہ اس وقت جنگل میں اسی جن کیساتھ ہے.

اکبر کے کہنے پر وہ ہمزاد کنزہ کو آزاد کروانے کے لیے اس کی طرف لپکا مگر وہ جن ابھی بھی کنزہ کے جسم میں محفوظ تھا اکبر نے کچھ کلمات پڑھ کر اس جن کو ذہن میں رکھ کر اس کی طرف پھونکا جس سے وہ جن تڑپتا ہوا کنزہ سے الگ ہو کر دور جا گرا اور کنزہ بیہوش ہو کر گر پڑی.

اس سے پہلے کہ وہ جن کچھ کرتا ہمزاد اس جن پر جھپٹا اور اسے بری طرح پیٹنا شروع کر دیا ہمزاد جن پر کافی بھاری پڑ رہا تھا.

مار سے خوف کھا کر جن نے شکست قبول کر لی اور اکبر کے کہنے پر وہ جن خود بخود اس کے ہمزاد کی قید میں آ گیا.

جن کی شکست کے بعد نوشیزہ جن زادی کو بھی اکبر کے ہاتھوں اپنے ہی کمرے میں قید ہونا پڑا.

(غیبی دنیا 7)

احمد کچھ پر سکون ہو کر سو چکا تھا مگر ابھی بھی بخار سے اس کا جسم تپ رہا تھا چنانچہ نوشیزہ ٹھنڈے پانی سے پٹیاں کر رہی تھی اور اسے انتظار تھا بڑی بے صبری سے کہ کوئی یہاں آئے احمد کے لیے تاکہ وہ احمد کی آزادی کے بدلے اپنی آزادی حاصل کر سکے.

ماسٹر اکبر نوشیزہ کے کمرے کے پاس پہنچا ہی تھا کہ اسے اپنے والد کیساتھ ہونے والا حادثہ یاد آیا جس کی وجہ سے ماسٹر اکبر کے والد کی گردن پر گہرہ زخم آیا تھا.

اس سے پہلے کہ ماسٹر اکبر کمرہ میں داخل ہوتے انھوں نے چند پاک کلمات پڑھ کر خود پر پھونکا.

نوشیزہ کو ماسٹر اکبر کی موجودگی کا احساس ہو چکا تھا چنانچہ اس کمرے کا دروازہ ماسٹر اکبر کے لیے کھل گیا اور ماسٹر اکبر کمرے میں داخل ہوئے.

احمد سامنے بیڈ پر لیٹا دکھائی دیا مگر نوشیزہ ماسٹر اکبر کو نظر نہیں آئی.

ماسٹر اکبر نے احمد کو اپنے ساتھ لیجانے کے ارادے سے اسے اٹھانا چاہا مگر ماسٹر اکبر کو محسوس ہوا کہ احمد کو کسی نے پکڑ رکھا ہے سو ماسٹر اکبر نے احمد واپس وہیں لٹا دیا.

ماسٹر اکبر جانتے تھے کہ اس کمرے کا رہائشی میز پر پڑی کتاب کی مدد سے بات کرتا ہے انھوں ایسا ہی کرنا چاہا مگر جیسے ہی ماسٹر اکبر نے اس قلم کو اٹھانا چاہا وہ قلم ہوا میں اڑنے لگا اور اس قدر تیزی سے ماسٹر اکبر کی ہتھیلی پر لگا کہ قلم کی نوک ماسٹر اکبر کی ہتھیلی کے پار ہو گئی جس کی وجہ سے ماسٹر اکبر درد سے بری طرح چیخے.

مگر یہ حادثہ حقیقی نہیں تھا چونکہ ماسٹر اکبر نے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے پاک کلمات پڑ کر خود پر پھونکتے ہوئے خود کو رب تعالیٰ کی پناہ میں دیا تھا سو نوشیزہ صرف ایسا سوچ سکتی تھی مگر کچھ کر نہیں سکتی تھی.

ماسٹر اکبر ہاتھ میں قلم لیے کتاب پر لکھ رہا تھا.

"میں اکبر ہوں صدیق بابا کا بیٹا,

میں چاہوں تو رب کی عطاء کردہ روحانی طاقت اور اپنے ہمزاد کی مدد سے تم کو اور بھائی کو جلا کر راکھ کر سکتا ہوں مگر میرے والد رحمدل ہیں اور انھیں مجھے ایسا کرنے سے باز رکھا ہے.

میں بس اتنا چاہتا ہوں کہ احمد اپنے ساتھ لیجاؤ".

ماسٹر اکبر کی لکھی تحریر مٹنا شروع ہو گئی اور پھر اک نئی تحریر نمودار ہوئی.

"میں نوشیزہ ہوں جسے تم نے اس کمرے میں قید کیا ہوا ہے اور میرے بھائی کو بھی اپنی قید میں لیا ہوا ہے.

میں نوشیزہ احمد کو چھوڑ دوں گی اگر تم مجھے اور میرے بھائی کو آزاد کر دو".

اس تحریر نے ماسٹر اکبر کو پریشان کر دیا.

) 8 غیبی دنیا(

ماسٹر اکبر جانتا تھا کہ اگر نوشیزہ جن زادی اور اس کا بھائی اس کی گرفت سے آزاد ہو گئے تو وہ بدلہ لینے کے لیے کچھ بھی کر سکتے ہیں.

ماسٹر اکبر سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اب اس مصیبت کا سامنا کیسے کیا جائے.

اگر ماسٹر نوشیزہ کو ختم کرنے کا فیصلہ کرتا ہے تو یقینن نوشیزہ اپنی موت سے پہلے احمد کو مار ڈالے گی.

ماسٹر اکبر نے دوبارہ کچھ لکھنا شروع کیا.

"تمہیں آزاد کر سکتا ہوں میں مگر تمہارے بھائی کو نہیں لیکن تمہیں پہلے مجھ سے وعدہ کرنا ہو گا کہ تم ہم میں سے کسی کو بھی نقصان نہیں پہچاؤ گی".

ماسٹر اکبر کی تحریر فوراً ہی مٹ گئی اور نئی تحریر نمودار ہوئی.

"نوشیزہ وعدہ کرتی ہے".

نوشیزہ کی طرف سے لکھی گئی اس بات نے ماسٹر اکبر نے پر سکون کیا.

ماسٹر اکبر یہاں سے فارغ ہوا ہی تھا کہ احمد کو ہوش آگئی اور وہ اب کافی بہتر نظر آرہا تھا.

"ماسٹر جی معاف کرنا میں آپ کے منع کرنے کے باوجود اس کمرے میں آگیا اور میں نے کچھ بتانا ہے آپ"......

ماسٹر اکبر نے احمد کی بات کاٹی.

"یہ وقت ان سب باتوں کا نہیں ہے چلو آؤ پہلے اس کمرے سے باہر نکلتے ہیں".

ماسٹر اکبر نے احمد کا ہاتھ پکڑا اور بنا اور دیر کیے اسے کمرے سے باہر لے آیا.

ماسٹر اکبر خوش تھا کہ بنا کسی نقصان کے وہ احمد کو کمرے سے باہر لانے میں کامیاب رہا مگر یہ بات ابھی بھی ماسٹر اکبر کو پریشان کر رہی تھی کہ آخر نوشیزہ اتنی جلدی مان کیسے گئی.

نوشیزہ جن زادی کا بھائی ابھی بھی ماسٹر اکبر کی قید میں ہے تو نوشیزہ نے احمد کو جانے کیسے دیا.

ماسٹر اکبر کو نہ جانے کیوں نوشیزہ پر شک سا ہو رہا تھا کہ وہ کوئی چال چلنے والی ہے.

احمد ماسٹر اکبر کو کمرے میں جو کچھ ہوا, بتانے کے لیے بے تاب تھا مگر ماسٹر اکبر کے پریشان چہرے کو دیکھ کر احمد نے اس وقت خاموش رہنے کا ہی فیصلہ کیا.

نوشیزہ جن زادی ماسٹر اکبر کی قید سے اب آزاد ہو چکی تھی اور اب اسے یقینن اپنے بھائی کو آزاد کروانا تھا مگر نوشیزہ اکیلی یہ کام انجام نہیں دے سکتی تھی.

نوشیزہ کو اب اک ایسے ساتھی کی ضرورت تھی جو ماسٹر اکبر اور اس کے مددگار ہمزاد کے ساتھ ٹکر لے.

غیبی دنیا

قسط 1

تحریر: عدیل رفیق

اسے غیبی دنیا بھوت پریت کی کہانیوں سے بہت لگاؤ تھا.

یہی وجہ تھی کہ صدیوں پرانے گھر اور محلوں کو خرید کر وہ ان میں چھپے راز کو جاننے میں اپنے دن رات گزار رہا تھا.

اسکی عمر 28 کے قریب تھی اور اسکا یہ مشغلہ 13 سال پرانا تھا.

15 کی عمر میں پہلی بار اس نے

ایک جن زادی سے ملاقات کی.

یہ وہ وقت تھا جب وہ اپنے والدین کیساتھ ایک صدیوں پرانے محل میں شفٹ ہوئے تھے.

یہ محل جنگلات کے درمیان تھا اور آبادی سے کافی دور تھا.

پس ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جو اس محل سے 5 کلو میٹر کی دوری پر تھا.

اس گاؤں کی کل آبادی صرف 58 لوگوں پر مشتمل تھی.

محل کافی بڑا تھا اور دیکھنے میں خوفناک بھی.

احمد کا کوئی بھائی بہن نہیں تھا اور وہ اکثر اس بات پر خفا رہتا تھا کہ اس کیساتھ کھیلنے والا کوئی نہیں.

احمد کا ابو وکیل تھا اور وہ ویکنڈ پر ہی انھیں یہاں ملنے آتا تھا.

محل میں شفٹ ہوئے تین دن ہی ہوئے تھے کہ احمد اس محل سے اکتا چکا تھا سب سے بڑی وجہ یہ ہی تھی کہ محل سے باہر جانے کی اجازت نہیں تھی.

پس احمد کا ٹیچر ہی تھا جو احمد کو ہنسانے میں کامیاب ہو پاتا تھا.

ماسٹر اکبر کی عمر 45 کے قریب تھی اور وہ اس محل کے قریب جو گاؤں تھا وہی رہتے تھے.

پانچویں دن ماسٹر اکبر کسی وجہ سے احمد کو پڑھانے نہ آسکے تو احمد کیلیے یہ دن گزارنا بہت مشکل ہو رہا تھا.

احمد اکتاہٹ میں محل کے ہر کمرے کو دیکھنا لگا جیسے اسے تلاش تھی کسی کی جو اس محل کے کسی کمرے میں چھپا ہو.

اچانک احمد کے دماغ میں خیال آیا کہ کیوں نہ اس محل کے سب سے اونچے کمرے کو کھولا جائے اور اس کی کھڑکی سے آسمان کو دیکھا جائے.

احمد اس کمرے کے دروازے کو کھولنا ہی لگا تھا کہ اسے ماسٹر اکبر کی بات یاد آئی.

"بیٹا احمد آپ لوگوں نے اس محل کو خرید تو لیا ہے مگر اس محل کا سب سے جو اونچا کمرہ ہے وہ آپ کا نہیں ہے, کبھی بھی اس کمرے کو کھولنے کی غلطی مت کرنا.

آپ کے ابو کو بھی میں نے اس بارے میں بتایا ہے آپ بھی بیٹا اس بات کا خاص خیال رکھنا".

احمد کمرے کے دروازے سے واپس پلٹا اور ابھی چند قدم واپس بڑھائے ہی تھے کہ اسے دروازہ کھلنے کی آواز سن کر رکنا پڑا.

دروازہ بہت پرانا تھا اور کافی عرصہ سے بند تھا جسکی وجہ سے دروازہ کھلنے کی آواز اس قدر زیادہ تھی.

احمد بری طرح ڈر چکا تھا لیکن اس نے دل بڑا کرتے ہوئے کمرے میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا.

(غیبی دنیا 2)

جیسے ہی احمد کمرے میں داخل ہوا دروازہ بند ہو گیا اور احمد ڈر کے مارے چیختے ہوئے دروازے کی طرف لپکا مگر اب سب بے سود تھا.

کچھ دیر بعد احمد نے تھک ہار کر دروازے کا ہینڈل چھوڑا اور کمرے کو دیکھنے لگے.

باقی کمروں کے برعکس یہاں چراغ روشن تھے.

کمرہ احمد کی سوچوں کے برعکس صاف ستھرا اور روشن تھا اور کمرے میں موجود چیزوں کی ترتیب اس بات کی گواہ تھی کہ یہاں کوئی رہائش پزیر ہے.

کمرے میں موجود ہر شے بہت پرانے زمانے کی تھی, احمد نے ادھر اُدھر بہت نگاہ گھمائی مگر اسے کوئی نظر نہیں آیا.

پھر اچانک کھڑکی کے ساتھ پڑے میز پر پڑی ایک کتاب اسے دکھائی دی.

احمد اس کتاب کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچانک کہیں سے ایک سیاہ رنگ کی بلی اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی اور اسے دیکھ کر شور مچانے لگی.

یہ بلی خاصی موٹی تھی اور یوں شور مچا رہی تھی جیسے کسی کو بلا رہی ہو.

احمد اسے دیکھ بہت گھبرا گیا, احمد نے اس سے پہلے اتنی بڑی جسامت کی بلی نہیں دیکھی تھی.

احمد دوبارہ دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے لگا.

احمد خوف کے مارے پسینے میں بھیگنے لگا.

اچانک بلی خاموش ہو گئی.

احمد نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اسے بلی دکھائی نہیں دی.

احمد بری طرح تھک چکا تھا سو دروازے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا.

کچھ دیر بعد احمد دوبارہ اس کتاب کی طرف بڑھا.

جیسے ہی احمد نے کتاب کی طرف ہاتھ بڑھایا, اچانک کھڑکی کھلی اور سرد ہواؤں کے جھونکے سے کتاب کھلی اور اس کے اوراق الٹنے لگے.

جیسے ہی ہوا تھمی تو احمد نے دوبارہ کتاب کی طرف نگاہ گھمائی.

"تمھیں یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا,

غلطی کی ہے تم نے سزا کے لیے تیار ہو جاؤ".

جیسے ہی احمد نے کتاب پر لکھی یہ تحریر پڑھی اس کا دل خوف کے مارے اور تیزی سے دھڑکنے لگا.

احمد نے ہمت سے کام لیتے ہوئے کتاب کے پاس پڑھے قلم کو اٹھایا اور اس کتاب پر لکھنا شروع کیا.

"میں احمد ہوں اور میں یہاں کسی کو نقصان پہچانے نہیں آیا اور مجھے نہیں پتہ کہ میں نے کیا غلطی کی ہے مگر پھر بھی میں معافی مانگتا ہوں اور میں درخواست کرتا ہوں کہ کمرے کا دروازہ کھول دیا جائے تاکہ میں بنا کوئی اور غلطی کیے واپس جا سکوں".

احمد نے ابھی لکھا ہی تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے اس کا لکھا مٹنے لگا.

(غیبی دنیا 3)

جیسے ہی اس کا لکھا غائب ہوا کتاب خود بخود بند ہو گئی اور ایک بار پھر اسے اپنے پیچھے کی جانب سے بلی کی آواز سنائی دی جو اسے اور بھی خوف زدہ کر رہی تھی.

احمد بلی کو دیکھ کر کانپنے لگا اور وہ سیاہ بلی اس کی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہی دیکھتے ایک لڑکی کی انسانی شکل میں آ گئی.

احمد کی سانس اٹک سی گئی تھی وہ چیخنا چاہتا تھا مگر ڈر کے مارے اس کی ہمت جواب دے گئی اور وہ بیہوش ہو کر گر پڑا.

شام ہو رہی تھی اور احمد کی والدہ پریشانی کے مارے نوکرانی کیساتھ احمد کو پورے محل میں ڈھونڈ رہی تھی.

مالکن محل بہت بڑا ہے اور سنا ہے کہ یہاں جنات بھی رہتے ہیں. نوکرانی روبینہ بی نے احمد کی والدہ کو مخاطب کیا.

روبینہ میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں اور تم ایسی باتوں سے مجھے اور پریشان کر رہی ہو.

مالکن میری مانیئے تو ماسٹر اکبر کو کال کر کہ بولا لیجیئے, صرف ماسٹر اکبر ہی ہیں جو اس محل کو سب سے زیادہ جانتے ہیں.

ٹھیک ہے روبینہ بی.

....

احمد کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ وہ لڑکی جو پہلے بلی تھی اسے بیڈ پر لٹا کر ٹھنڈے پانی سے احمد کا ماتھا تر کر رہی تھی.

احمد اب بھی خوف زدہ تھا.

جیسے ہی احمد نے اٹھنے کی کوشش کی تو اس لڑکی نے اسے دوبارہ لٹا دیا.

"تم تو سزا سے پہلے ہی بیمار پڑ گئے" .

لڑکی نے مسکراتے ہوئے طنز کیا.

احمد نے اس طنز کا کوئی جواب نہ دیا اور خوف کے مارے پھٹی آنکھوں سے لڑکی کو دیکھتا ہی جارہا تھا.

احمد کو خاموش پاکر لڑکی ایک بار پھر اس سے مخاطب ہوئی.

"احمد مجھ سے مت ڈرو میں نوشیزہ ہوں اور میں کسی کو نقصان نہیں پہنچاتی جب تک کہ کوئی مجھے نقصان نہ پہنچائے اور میں نے دیکھ لیا ہے کہ تم بہت ڈرپوک ہو, چاہ کر بھی تم مجھے نقصان نہیں پہنچاسکتے, لہٰذہ تم بھی مجھ سے خوف مت کھاؤ میں تمہیں نقصان نہیں پہنچاؤں گی".

نوشیزہ کی باتوں نے احمد کو کچھ پر سکون کیا اور وہ بخار سے نڈھال ہو کر سو گیا.

......

"ماسٹر اکبر میرا بیٹا نہیں مل رہا, پلیز کچھ کیجیے." احمد کی والدہ نے روتے ہوئے کہا.

"فکر مت کریں محترمہ آپ پس روبینہ بی کیساتھ اپنے کمرے میں جائیں اور فکر مت کریں, احمد مل جائیگا".

جیسے ہی روبینہ بی احمد کی والدہ کو ان کے کمرے میں لے گئی تو ماسٹر اکبر تیزی سے سیڑھیوں کی جانب بھاگے.

(غیبی دنیا 4)

ماسٹر اکبر تیزی سے سیڑھیوں پر بھاگتا ہوا اس کمرے کے بارے میں سوچنے لگا جس میں احمد قید ہو چکا تھا.

ماسٹر اکبر ایک بار پہلے بھی اپنے والد کیساتھ اس کمرے کے رہائشی سے الجھ چکا تھا.

یہ 7 سال پہلے کی بات ہے جب ماسٹر اکبر اپنے والد کے ساتھ اس محل کے مالک احسن رشید کی بیٹی کے علاج کے سلسلے میں یہاں آئے تھے.

احسن رشید کا اس کی بیٹی کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا.

احسن رشید کی بیٹی کنزہ آسیب زدہ تھی.

ماسٹر اکبر کے والد صدیق روحانی عالم تھے اور اپنے کام کی وجہ سے بہت مشہور بھی.

"دروازہ کھولیئے احسن صاحب".

"بابا جی یہ دروازہ اندر سے بند ہے اور کنزہ اندر اکیلی ہے. جب سے آپ کو فون کیا ہے کنزہ دروازہ نہیں کھول رہی".

احسن رشید کی بات سننے کے بعد صدیق نے آنکھیں بند کر کے کچھ کلمات پڑھے اور ہاتھ پر پھونکا اور پھر وہ ہاتھ دروازے پر دے مارا.

جیسے ہی ہاتھ نے دروازے کو چھوا, دروازہ خود بخود آسانی سے کھل گیا.

جیسے ہی صدیق بابا کمرے میں داخل ہوئے کنزہ ان پر جھپٹی اور ان کا گلا گھونٹنے لگی.

اکبر اور احسن رشید نے بھاگ کر کنزہ کو پکڑنا چاہا مگر کنزہ نے ان دونوں کو باری باری اچھال کر دیوار پر دے مارا.

اکبر کا سر بری طرح دیوار سے ٹکرایا جس سے وہ بیہوش ہو گیا اور احسن رشید کو بھی خاصی چھوٹیں آئیں جس کی وجہ سے وہ دوبارہ نہیں اٹھ سکے.

اس سے پہلے کہ کنزہ صدیق بابا کا کام تمام کرتی, صدیق بابا نے کچھ کلمات پڑھ کر کنزہ پر پھونکے جس سے وہ بری طرح تڑپی اور چیختی ہوئی کمرے سے باہر بھاگ گئی.

"بابا جی میں نے پورے محل میں ڈھونڈا ہے مگر کنزہ نہیں ملی. "احسن رشید نے پریشان ہوتے ہوئے کہا.

"احسن صاحب کنزہ پر ایک جن سوار ہے جو بہت طاقتور ہے, اگر ہم نے جلد کچھ نہ کیا تو کچھ بھی ہو سکتا ہے. "اکبر کے سر سے خون صاف کرتے ہوئے صدیق بابا نے احسن رشید کو مخاطب کیا.

"بابا جی کنزہ کے علاوہ میرا کوئی نہیں, پلیز ایسا مت کہیئے".

"احسن صاحب آپ مجھے یہ بتائے کہ کنزہ کی جب سے یہ حالت ہوئی ہے, تب سے وہ زیادہ تر وقت کہاں گزارتی ہے"?

"بابا جی تب سے وہ زیادہ تر وقت اس محل کے سب سے اوپر والے کمرے میں گزارتی ہے اور وہاں کسی سے باتیں کرتی ہے حالانکہ اس کمرے میں کوئی نہیں رہتا".

"یہ آپ سوچتے ہیں کہ وہاں کوئی نہیں رہتا, آپ مجھے وہاں لے چلیں احسن صاحب".

(غیبی دنیا 5)

"یہ وہ کمرہ ہے بابا جی, جہاں کنزہ زیادہ تر وقت گزارتی ہے".

"ٹھیک ہے احسن صاحب آپ میرے بیٹے اکبر کے پاس جائیں, خیال رکھیئے گا اس کا, میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں آپ کے پاس. " صدیق بابا نہیں چاہتے تھے کہ دوبارہ اکبر پر حملہ ہو اس لیے انھوں نے احسن رشید کو اکبر کے پاس بھیج دیا اور خود اکیلے اس کمرے میں داخل ہوئے.

جیسے ہی صدیق بابا کمرے میں داخل ہوئے اک عجیب سی خوشبو نے ان کا استقبال کیا جس سے وہ سمجھ گئے کہ یہاں جو رہائش پزیر ہے یقینن وہ اچھائی پسند ہے.

اس سے پہلے کہ صدیق بابا کچھ کرنے کی سوچتے کھڑکی کیساتھ رکھے میز پر پڑی کتاب کے اوراق الٹنے کی آواز نے انھیں مخاطب کیا اور وہ چپ چاپ اس کتاب کی طرف بڑھے.

"نوشیزہ نام ہے میرا نہ نقصان پہچانا چاہتی ہوں اور نہ نقصان اٹھانا".

کتاب لکھی اس تحریر صدیق بابا کا کام بہت آسان کر دیا.

صدیق بابا نے پاس پڑی قلم اٹھائی اور کتاب پر لکھنا شروع کیا.

"کنزہ کی آزادی چاہتا ہوں اور ختم کرنا چاہتا ہوں اس کو جو کنزہ پر سوار ہے. " جیسے ہی صدیق بابا نے یہ تحریر لکھی اچانک کہیں سے ایک سیاہ بلی میز پر نمودار ہوئی جو کافی موٹی تازی اور عام بلی سے کہیں زیادہ جسامت والی تھی اور اس کا چہرہ کافی خوفناک تھا.

اس سے پہلے کہ صدیق بابا کچھ کر پاتے اس بلی نے صدیق بابا کی گردن پر پنجے سے وار کیا اور غائب ہو گئی.

صدیق بابا کی گردن سے بری طرح خون بہنا شروع ہو گیا اور اسی اثناء میں کتاب پر نئی تحریر نمودار ہوئی.

"وہ بھائی ہے نوشیزہ کا جسے تم نے ختم کرنے کی بات کی ہے,اس سے پہلے کہ ہم تم سب کو ختم کر دیں اس محل کو چھوڑ جاؤ اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر کنزہ اپنے والد کیساتھ یہ جگہ چھوڑ جاتی ہے تو میرا بھائی بھی کنزہ کو آزاد کر دے گا.

اب مجھے امید ہے کہ تم دوبارہ میرے بھائی کو ختم کرنے کی بات نہیں کرو گے".

جیسے ہی صدیق بابا نے یہ تحریر پڑھ لی کتاب وہاں سے غائب ہو گئی اور صدیق بابا بہت زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے بیہوش ہو کر گر پڑے.

اسی اثناء میں احسن رشید اور اکبر کمرے میں داخل ہوئے.

"ابو جان......". صدیق بابا کو اس حالت میں دیکھ کر اکبر بری چلایا.

وقت پر ٹریٹمنٹ ملنے کی وجہ سے صدیق بابا کی جان بچ گئی مگر زخم گہرہ ہونے کی وجہ سے ابھی انھیں کافی تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا.

)غیبی دنیا 6(

چونکہ صدیق بابا کچھ بولنے کی حالت میں نہیں تھے سو اکبر نے قلم اور کاغزان کی طرف بڑھایا.

جو کچھ بھی صدیق بابا نے اس کتاب سے پڑھا تھا اور جو کچھ ان کیساتھ ہوا تھا انھوں نے وہ سب لکھ دیا.

"صدیق بابا اگر یہاں سے چلے جانے سے میری بیٹی کنزہ ٹھیک ہو سکتی ہے تو ہمیں یہ بھی منظور ہے".

"نہیں چچا آپ کو کہیں جانے کی ضرورت نہیں, جو کچھ ہو چکا ہے میرے ابو جان کیساتھ اور میرے ساتھ اس سب کے بعد بھی ہم ان کی بات مان لیں یہ ہرگز نہیں ہو گا, ابو جان میں اس کام کو انجام دوں اجازت دیجیئے مجھے".

صدیق بابا نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا.

عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر اکبر نے اپنے ارد گرد ایک بڑا سا دائرہ لگایا اور آنکھیں بند کر کے خاموشی سے کچھ پڑھنا شروع کر دیا.

صدیق بابا نے اپنے بیٹے کو بھی کافی عمل کروا رکھے تھے جن میں جن و ہمزاد کی تسخیر کے عمل شامل تھے.

ہمزاد کی تسخیر کا عمل بھی اکبر نے کر رکھا تھا سو اکبر نے اس کام کو انجام دینے کے لیے ہمزاد کی مدد لینے کے ارادے سے آنکھیں بند کر کے مخصوص کلمات کا ورد کرنا شروع کر دیا.

20 سے 25 منٹ گزرنے کے بعد ہمزاد نے اکبر کو اسلام کہا جس کے اسلام کا جواب اکبر نے من ہی من میں دیا.

جب بھی اکبر یوں ہمزاد کی مدد حاصل کرنے لیے آنکھیں بند کیے پڑھائی پر بیٹھتا تھا تو ہمیشہ ہمزاد اسے ایک درخت کے سائے تلے انسانی شکل میں ملتا تھا اور یہ سب اک خواب کی مانند ہوتا تھا.

جیسے ہی اکبر نے ساری صورتحال ہمزاد کو من ہی من بتائی, اکبر کو ہمزاد اس درخت سے اڑتا ہوا اس محل کی طرف آتا دکھائی دیا.

پھر ہمزاد نے کنزہ کو اکبر کے خیالات میں دکھایا کہ وہ اس وقت جنگل میں اسی جن کیساتھ ہے.

اکبر کے کہنے پر وہ ہمزاد کنزہ کو آزاد کروانے کے لیے اس کی طرف لپکا مگر وہ جن ابھی بھی کنزہ کے جسم میں محفوظ تھا اکبر نے کچھ کلمات پڑھ کر اس جن کو ذہن میں رکھ کر اس کی طرف پھونکا جس سے وہ جن تڑپتا ہوا کنزہ سے الگ ہو کر دور جا گرا اور کنزہ بیہوش ہو کر گر پڑی.

اس سے پہلے کہ وہ جن کچھ کرتا ہمزاد اس جن پر جھپٹا اور اسے بری طرح پیٹنا شروع کر دیا ہمزاد جن پر کافی بھاری پڑ رہا تھا.

مار سے خوف کھا کر جن نے شکست قبول کر لی اور اکبر کے کہنے پر وہ جن خود بخود اس کے ہمزاد کی قید میں آ گیا.

جن کی شکست کے بعد نوشیزہ جن زادی کو بھی اکبر کے ہاتھوں اپنے ہی کمرے میں قید ہونا پڑا.

(غیبی دنیا 7)

احمد کچھ پر سکون ہو کر سو چکا تھا مگر ابھی بھی بخار سے اس کا جسم تپ رہا تھا چنانچہ نوشیزہ ٹھنڈے پانی سے پٹیاں کر رہی تھی اور اسے انتظار تھا بڑی بے صبری سے کہ کوئی یہاں آئے احمد کے لیے تا کہ وہ احمد کی آزادی کے بدلے اپنی آزادی حاصل کر سکے.

ماسٹر اکبر نوشیزہ کے کمرے کے پاس پہنچا ہی تھا کہ اسے اپنے والد کیساتھ ہونے والا حادثہ یاد آیا جس کی وجہ سے ماسٹر اکبر کے والد کی گردن پر گہرہ زخم آیا تھا.

اس سے پہلے کہ ماسٹر اکبر کمرہ میں داخل ہوتے انھوں نے چند پاک کلمات پڑھ کر خود پر پھونکا.

نوشیزہ کو ماسٹر اکبر کی موجودگی کا احساس ہو چکا تھا چنانچہ اس کمرے کا دروازہ ماسٹر اکبر کے لیے کھل گیا اور ماسٹر اکبر کمرے میں داخل ہوئے.

احمد سامنے بیڈ پر لیٹا دکھائی دیا مگر نوشیزہ ماسٹر اکبر کو نظر نہیں آئی.

ماسٹر اکبر نے احمد کو اپنے ساتھ لیجانے کے ارادے سے اسے اٹھانا چاہا مگر ماسٹر اکبر کو محسوس ہوا کہ احمد کو کسی نے پکڑ رکھا ہے سو ماسٹر اکبر نے احمد واپس وہیں لٹا دیا.

ماسٹر اکبر جانتے تھے کہ اس کمرے کا رہائشی میز پر پڑی کتاب کی مدد سے بات کرتا ہے انھوں ایسا ہی کرنا چاہا مگر جیسے ہی ماسٹر اکبر نے اس قلم کو اٹھانا چاہا وہ قلم ہوا میں اڑنے لگا اور اس قدر تیزی سے ماسٹر اکبر کی ہتھیلی پر لگا کہ قلم کی نوک ماسٹر اکبر کی ہتھیلی کے پار ہو گئی جس کی وجہ سے ماسٹر اکبر درد سے بری طرح چیخے.

مگر یہ حادثہ حقیقی نہیں تھا چونکہ ماسٹر اکبر نے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے پاک کلمات پڑکر خود پر پھونکتے ہوئے خود کو رب تعالیٰ کی پناہ میں دیا تھا سو نوشیزہ صرف ایسا سوچ سکتی تھی مگر کچھ کر نہیں سکتی تھی.

ماسٹر اکبر ہاتھ میں قلم لیے کتاب پر لکھ رہا تھا.

"میں اکبر ہوں صدیق بابا کا بیٹا,

میں چاہوں تو رب کی عطاء کردہ روحانی طاقت اور اپنے ہمزاد کی مدد سے تم کو اور بھائی کو جلا کر راکھ کر سکتا ہوں مگر میرے والد رحمدل ہیں اور انھیں مجھے ایسا کرنے سے باز رکھا ہے.

میں بس اتنا چاہتا ہوں کہ احمد اپنے ساتھ لیجاؤ".

ماسٹر اکبر کی لکھی تحریر مٹنا شروع ہو گئی اور پھر اک نئ تحریر نمودار ہوئی.

"میں نوشیزہ ہوں جسے تم نے اس کمرے میں قید کیا ہوا ہے اور میرے بھائی کو بھی اپنی قید میں لیا ہوا ہے.

میں نوشیزہ احمد کو چھوڑ دوں گی اگر تم مجھے اور میرے بھائی کو آزاد کر دو".

اس تحریر نے ماسٹر اکبر کو پریشان کر دیا.

(غیبی دنیا 8)

ماسٹر اکبر جانتا تھا کہ اگر نوشیزہ جن زادی اور اس کا بھائی اس کی گرفت سے آزاد ہو گئے تو وہ بدلہ لینے کے لیے کچھ بھی کر سکتے ہیں.

ماسٹر اکبر سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اب اس مصیبت کا سامنا کیسے کیا جائے.

اگر ماسٹر نوشیزہ کو ختم کرنے کا فیصلہ کرتا ہے تو یقینن نوشیزہ اپنی موت سے پہلے احمد کو مار ڈالے گی.

ماسٹر اکبر نے دوبارہ کچھ لکھنا شروع کیا.

"تمہیں آزاد کر سکتا ہوں میں مگر تمہارے بھائی کو نہیں لیکن تمہیں پہلے مجھ سے وعدہ کرنا ہو گا کہ تم ہم میں سے کسی کو بھی نقصان نہیں پہچاؤ گی".

ماسٹر اکبر کی تحریر فوراً ہی مٹ گئی اور نئی تحریر نمودار ہوئی.

"نوشیزہ وعدہ کرتی ہے".

نوشیزہ کی طرف سے لکھی گئی اس بات نے ماسٹر اکبر نے پر سکون کیا.

ماسٹر اکبر یہاں سے فارغ ہوا ہی تھا کہ احمد کو ہوش آگئی اور وہ اب کافی بہتر نظر آرہا تھا.

"ماسٹر جی معاف کرنا میں آپ کے منع کرنے کے باوجود اس کمرے میں آگیا اور میں نے کچھ بتانا ہے آپ"......

ماسٹر اکبر نے احمد کی بات کاٹی.

"یہ وقت ان سب باتوں کا نہیں ہے چلو آؤ پہلے اس کمرے سے باہر نکلتے ہیں".

ماسٹر اکبر نے احمد کا ہاتھ پکڑا اور بنا اور دیر کیے اسے کمرے سے باہر لے آیا.

ماسٹر اکبر خوش تھا کہ بنا کسی نقصان کے وہ احمد کو کمرے سے باہر لانے میں کامیاب رہا مگر یہ بات ابھی بھی ماسٹر اکبر کو پریشان کر رہی تھی کہ آخر نوشیزہ اتنی جلدی مان کیسے گئی.

نوشیزہ جن زادی کا بھائی ابھی بھی ماسٹر اکبر کی قید میں ہے تو نوشیزہ نے احمد کو جانے کیسے دیا.

ماسٹر اکبر کو نہ جانے کیوں نوشیزہ پر شک سا ہو رہا تھا کہ وہ کوئی چال چلنے والی ہے.

احمد ماسٹر اکبر کو کمرے میں جو کچھ ہوا, بتانے کے لیے بے تاب تھا مگر ماسٹر اکبر کے پریشان چہرے کو دیکھ کر احمد نے اس وقت خاموش رہنے کا ہی فیصلہ کیا.

نوشیزہ جن زادی ماسٹر اکبر کی قید سے اب آزاد ہو چکی تھی اور اب اسے یقینن اپنے بھائی کو آزاد کروانا تھا مگر نوشیزہ اکیلی یہ کام انجام نہیں دے سکتی تھی.

نوشیزہ کو اب اک ایسے ساتھی کی ضرورت تھی جو ماسٹر اکبر اور اس کے مددگار ہمزاد کے ساتھ ٹکر لے.

"معاف کرنا, بہت درد ہو رہا ہو گا, تم تو جانتے ہو نا دوست مجھ سے غصہ کنٹرول نہیں ہوتا".

حمزہ...."کیا دو...ست... تم نے مجھے دوست کہا."حمزہ نے حیران ہوتے ہوا سوال کیا.

"ہاں دوست, کیا تم دوست نہیں بنو گے میرے."احمد کی آواز میں غصہ تھا.

حمزہ"نہیں, نہیں میں.... مجھے دوست بننے میں کوئی دقت نہیں."حمزہ نے سوچا کہیں پھر یہ اسے پیٹنا نہ شروع کر دے سو اس نے دوست بننے میں ہی بھلائی جانی.

کلاس میں موجود تمام سٹوڈنٹس ہکا بکا منہ کھولے احمد کو دیکھ رہے تھے کہ احمد کب سے دوست بنانے لگا.

ہر کوئی اس بدلاؤ پر حیران تھا.

خیر ٹریٹمنٹ کے بعد احمد حمزہ کو اپنے ساتھ لیے کنٹین پر آ گیا.

لائبہ بھی ان کے پیچھے کنٹین پر آ گئی.

لائبہ کو فائیٹ دیکھنے کا بہت شوق تھا خاص کر حمزہ کو پٹتے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوتی تھی اسی لیے لائبہ نے خود ہی دماغ کا استعمال کرتے ہوئے حمزہ کو احمد کی طرف دھکیلا تھا تا کہ احمد اس کی خوب پٹائی کرے مگر یہاں کچھ اور ہی ہو رہا تھا.

"دوست جو بھی آرڈر دینا چاہو دیدو بل میں دیدوں گا." احمد وقتاً مسکرایا.

احمد کی بناوٹی مسکراہٹ پر حمزہ بھی مسکرانے لگا.

"دیکھ بھائی تجھ پر میں غلطی سے گرا تھا اور مجھے شک ہے کہ تو مجھے یوں کھلانے پلانے کے بعد پھر سے پیٹے گا, مجھ معاف کر جانے دے مجھے." حمزہ اٹھ کر بھاگنے ہی لگا تھا کہ احمد اسے بازو سے پکڑ لیا.

"ایسا کیوں سوچتا ہے دوست ابھی تو تم نے ویکنڈ پر میرے گھر دعوت پر آنا ہے".

حمزہ تو الگ لائبہ احمد کے منہ سے یہ باتیں سن کر اپنا ماتھا پیٹ رہی تھی.

"یعنی کے گھر بولا کر دھوئے گا مجھے......". احمد نے اس کی بات کاٹی

"دیکھ اب غصہ مت دلا, یہ پکڑ میرا اے. ٹی. ایم کارڈ, دو دن باقی ہیں ویکنڈ میں اچھے سے شوپنگ کر لے اور یہ اے, ٹی, ایم کارڈ ویکنڈ پر میرے گھر آکر مجھے واپس کر دینا." احمد نے اے. ٹی. ایم کارڈ اسے پکڑایا اور اٹھ کر چلا گیا.

احمد کے جاتے ہی لائبہ حمزہ کے پاس آکر بیٹھ گئی.

"اوئے احمد کو کیا ہوا ہے." لائبہ نے حمزہ کو مخاطب کیا جو احمد کو جاتے دیکھ رہا تھا.

"ہونا کیا ہے. جی شوپنگ کروا کر, گھر بولا کر مارے گا مجھے." حمزہ نے منہ بناتے ہوئے کہا.

"یہ تو اچھا ہے بلکہ بہت اچھا ہے." لائبہ نے ہنستے ہوئے کہا.

"رک چڑیل تجھے بھی ساتھ لے کر جاؤ گا اس کے گھر پٹواؤ گا تجھے بھی." حمزہ نے لائبہ کے بال نوچنے چاہے مگر وہ بھاگ گئی.

)17 غیبی دنیا(

کالج سے فری ہو کر احمد اپنی ہیوی بائیک پر گھر کے لیے نکلا.

ہمیشہ کی طرح آج بھی کالج کے کچھ سٹوڈنٹس کالج کے باہر گرلز کو تنگ کر رہے تھے.

عافیہ بھی انھی لڑکیوں میں سے تھی جنھیں روزانہ تنگ کرنا ان امیر بگڑے امیر زادوں کی ہوبی تھی.

عافیہ مڈل کلاس فیملی سے تعلق رکھتی اور وہ اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی تھی.

چونکہ عافیہ نے نہ کبھی گھر اس بارے میں بتایا تھا نہ کالج میں شکایت کی تھی, سو اسے روزانہ ان لڑکوں کے ہاتھوں رسوا ہونا پڑتا تھا.

عاقب جو ان لڑکوں کی ٹولی کا ہیڈ تھا عماًوہ ہی عافیہ کو سب سے زیادہ تنگ کرتا تھا.

......

"سینوریٹا مووی دیکھنے چلیں." عافیہ پاس سے گزر رہی تھی کہ عاقب نے اس کے کان کے پاس منہ کر کے کہا, جس پر باقی لڑکے قہقہے لگانے لگے.

ہمیشہ کی طرح احمد نے بائیک چلاتے ہوئے ایک نظر عافیہ پر ڈالی اور بنا رکے اپنے سفر پر گامزن رہا.

احمد کالج سے کچھ ہی دور آیا تھا کہ ایک کار پیچھے سے نہایت تیز رفتار میں آئی اور اس سے آگے نکل کر بائیں طرف فٹ پاتھ سے جا ٹکرائی.

کار کی حالت بری طرح بگڑ چکی تھی اور اس میں موجود ایک لڑکی اور لڑکا خون میں لت پت تھے جن کا چہرہ پہچانا نہیں جا رہا تھا.

احمد نے بائیک سائیڈ پر کھڑی کی اور مدد کے لیے پہنچا.

پاس جا کر دیکھنے پر معلوم ہوا کہ یہ لڑکی عافیہ ہی تھی جس کے سر سے خون بری طرح رس رہا تھا جبکہ لڑکا عاقب تھا جس نے زبردستی عافیہ کو کار میں بیٹھایا تھا.

عاقب موقع پر مر چکا تھا جبکہ عافیہ کی سانسیں ابھی چل رہی تھیں.

اپنے والد کے بعد احمد نے اب دوسری مرتبہ اب انھیں یوں خون میں لت پت دیکھا تھا.

اس کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی.

اسی اثنا میں احمد کو ایک کار آتی دکھائی دی.

احمد نے اس کار کو روکا اور کار کے مالک کی بنا کوئی بات سنے عافیہ کو اس کار کی پیچھلی سیٹوں پر بیٹھا کر کار ہسپتال کی طرف بھگا دی.

جبکہ کار کا مالک چلاتا ہی رہ گیا کہ کار مت لیجاؤ ایمبولینس کو کال کر دی ہے.

احمد عافیہ کو ہستال میں ایڈمٹ کروایا اور بے صبری سے اس کے نارمل ہونے کی خبر کا انتظار کرنے لگا.

اسی اثنا میں احمد کے موبائیل کی رنگ بجی اور موبائیل سکرین پر کال کرنے والے کا نام "امی جان" شو ہونے لگا.

احمد نے کال پک کی تو دوسری طرف سے رضیہ بی بے صبری سے بولیں "احمد کہاں رہ گئے ہو پہلے کبھی تو اتنے لیٹ نہیں ہوئے".

)18 غیبی دنیا(

"جی امی میں ہسپتال میں"....

احمد نے ابھی اپنی بات پوری نہیں کی تھی کہ رضیہ بی نے اس کی بات کاٹی..

"ہسپتال....رب خیر کرے...تم ہسپتال میں کیسے" ؟

احمد کی اس بات نے رضیہ بی کو بری طرح گھبراہٹ میں ڈال دیا تھا.

"امی جان میں بالکل ٹھیک ہوں".

اس سے پہلے رضیہ بی اور غلط فہمیاں پالتیں احمد نے ان کی غلط فہمی دور کی.

"تو پھر ہسپتال میں کیا کر رہے ہو تم" ؟

رضیہ بی نے سکون کی سانس لیتے ہوئے کہا.

"امی جان گھر واپس آ کر بتاتا ہوں سب کچھ, پلیز آپ زیادہ پریشان نہ ہوں اور ہاں مجھے ذرا یہاں اور وقت لگ جائے گا".

"ٹھیک ہے بیٹا خیال رکھنا اور جلدی گھر واپس آنا".

"جی امی جان".

......

پیشنٹ کی حالت اب خطرے سے باہر ہے اور آدھے گھنٹے بعد ان کو ہوش آجائے گی." ڈاکٹر مسکراتے ہوئے کہا.

احمد نے ڈاکٹر شکریہ ادا کیا.

احمد عافیہ کے بارے میں بس اتنا جانتا تھا کہ عافیہ اس کی کلاس فیلو تھی.

وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ عافیہ کے گھر والوں کو کیسے اطلاع دے.

....

دوسری جانب عافیہ کی سہیلی ایک سہیلی نے اس کے والد کو بتایا کہ عاقب, عافیہ کو زبردستی اپنے ساتھ کار میں بیٹھا کر کہیں لے گیا ہے.

....

عافیہ کے والد نے پولیس کی مدد لی اور اب عافیہ کا والد پولیس کیساتھ ہسپتال پہنچ چکا تھا.

....

سر پیشنٹ کو ہوش آ گئ ہے." نرس نے احمد کو اطلاع دی.

عافیہ نے احمد کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھا تو اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کرنے لگی.

"لیٹی رہو..... کیسی طبیعت اب".

احمد اس کے بیڈ کے پاس کرسی پر بیٹھ گیا.

"ٹھیک ہوں بس سر چکرا رہا ہے".

"اچھا تو اپنے ابو کا نمبر دو تاکہ میں انھیں کال کر کے اطلاع دوں".

احمد نے اسے اپنا موبائیل پکڑا دیا.

عافیہ نے خاموشی سے نمبر لکھ کر موبائل اسے واپس تھما دیا.

"ٹھیک ہے تم آرام کرو میں چلتا ہوں".

احمد بنا مزید گفتگو کیا اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا.

"احمد.... شکریہ."...

عافیہ نے مشکل سے مسکرانے کی کوشش کی جس کے جواب میں بنا کچھ کہے احمد نے بس مسکرانے پر اکتفا کیا اور کمرے سے باہر نکل گیا.

احمد ابھی کمرے سے باہر نکلا ہی تھا کہ نرس اسے بل تھما دیا جسے جمع کروانے وہ کاؤنٹر کی طرف چلا گیا.

احمد ابھی راستے میں ہی تھا کہ عافیہ کے والد رمضان نے بنا کچھ سوچے سمجھے احمد کو پولیس کے حوالے کر دیا.

Like my page Urdu novel By Adeel Rafiq....for new episodes...

) 19 غیبی دنیا(

احمد نے لاکھ سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ عاقب نہیں مگر عافیہ کے والد رمضان نے اسے طنزاً یہ کہتے ہوئے پولیس کے حوالے کر دیا کہ عاقب نا صحیح مگر اسی کے ساتھی ہو گے تم بھی.

جب احمد نے محسوس کیا کہ ان کے آگے کچھ کہنے کا فائدہ نہیں تو احمد چپ چاپ پولیس کے ساتھ چل دیا.

....

جب سلطان احمد کو احمد کی گرفتاری کی اطلاع ملی تو دھنگ رہ گئے.

سلطان احمد یہ بات اچھی طرح جانتا تھا کہ احمد اکثر کسی نے کسی سے لڑ پڑتا تھا مگر کسی لڑکی سے چھیڑ چھاڑ کی یہ بات آج پہلی بات سلطان احمد کو سننے کو ملی.

سلطان احمد اگر چہ بہت دولت مند اور سوسائٹی میں بہت پہنچ رکھنے والا شخص تھا مگر جہاں بات انصاف کی آتی تھی وہ خود کو بھی نہیں چھوڑتا تھا.

سلطان احمد نے احمد کی ضمانت کروانے کی بجائے پہلے عافیہ سے ملنے کا فیصلہ کیا.

مگر ہسپتال سے معلوم پڑا کہ عافیہ کو ڈسچارج کر دیا گیا ہے اور اس کے والد اسے اپنے ساتھ لیجا چکے ہیں.

رمضان نے جس انسپیکٹر سے مدد لی تھی اسی انسپیکٹر نے احمد کو پکڑنے سے پہلے ہی سلطان احمد کو اس بارے میں خبر دی تھی.

سلطان احمد نے اس انسپیکٹر سے

عافیہ کے گھر کا ایڈریس لیا اور عافیہ کے گھر پہنچ گئے.

"جی میں پہچانا نہیں آپ کو؟ ".

رمضان نے دعا اسلام کے بعد سوال کیا.

"میں سلطان احمد ہوں احمد کا دادا, مجھے عافیہ سے کچھ سوال کرنے ہیں تا کہ میں جان سکوں کیا احمد واقعی میں قصوروار ہے یا نہیں. "سلطان احمد نے اپنا تعارف کروانے کیساتھ ساتھ اپنے یہاں آنے کا مقصد بھی بتا دیا.

جیسے جیسے معلوم پڑا کہ یہ صاحب احمد کے حمایتی بن کر آئے ہیں تو عافیہ کے والد کا منہ غصہ سے سرخ پڑنے لگا.

"دیکھیئے میں پاس بات کر رہا ہوں اتنا کافی ہے میں کبھی اس بات کی اجازت نہیں دوں گا کہ کوئی یوں میرے گھر آ کر میری بیٹی سے کوئی سوال کرے".

رمضان نے اپنی بات ختم کرتے ہوئے اپنے ہاتھ کے اشارے سے سلطان احمد کو واپس چلے جانے کا اشارہ کیا.

"میری بات". ...

سلطان احمد کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ رمضان نے ان کی بات کاٹی...

"میں کہہ رہا ہوں تو پلیز آپ چلے جائے اور عافیہ نے جو کچھ کہنا ہو گا وہ کورٹ میں کہہ دے گی".

سلطان احمد نے ارد گرد نگاہ دوڑھائی تو اس کے گرد لوگ جمع ہوتا دکھائی دیے.

سلطان احمد نے مزید بحث نہ کی اور اپنی کار کی طرف بڑھ گیا.

....

Like my page Urdu novel By Adeel Rafiq for new episodes...

) 20غیبی دنیا(

کورٹ میں عافیہ کے نہ آنے کی وجہ سے احمد کو باعزت بری کر دیا گیا.

احمد کا عافیہ کی مدد کرنا احمد کے لیے بہت برا ثابت ہوا.

احمد کے دادا سلطان احمد کی پہلے ایسے کسی نے انسلٹ نہیں کی تھی.

سلطان احمد چاہ کر بھی اس بات کو بھولا نہیں پا رہا تھا.

دو دن احمد کالج سے غیر حاضر رہا.

یہ بات عافیہ کو بہت پریشان کر رہی تھی.

تیسرے دن احمد کلاس میں داخل ہوتا دکھائی دیا تو عافیہ اس سے بات کرنے کے لیے اس کی طرف لپکی مگر احمد کی آنکھوں میں اس نے اپنے لیے غصہ دیکھا تو وہ کچھ کہہ نہ پائی اور احمد چپ چاپ اس کے پاس سے گزر گیا.

عافیہ کو بہت شرمندگی محسوس ہو رہی تھی کہ احمد نے اسے معافی مانگنے کا بھی موقع نہیں دیا.

عافیہ احمد کے اس رویہ سے بہت بے چین تھی اور خاص کر وہ اس بات پر بہت افسردہ تھی کہ احمد کو اس کی جان بچانے کے بدلہ میں ایک رات قید کاٹنی پڑی.

"کیا ہوا عافیہ, احمد سے معافی مانگ لی ? " لائبہ اس کی سہیلیوں میں سے ایک تھی جو اس کے یوں اداس رہنے سے پریشان تھی.

" نہیں, بات کرنے کی کوشش کی میں نے مگر شاید احمد میری بات سننا ہی نہیں چاہتا" .

"تم فکر مت کرو, احمد نے حمزہ کو اپنے گھر دعوت پر بولایا ہے ہم دونوں بھی ساتھ جائے تو وہاں اسے تمہاری بات ضرور سننی پڑے گی. "لائبہ نے مسکراتے ہوئے اس کی پریشانی کا حل بتایا.

" مگر تم تو جانتی ہو میرے گھر والے احمد کے گھر جانے کی اجازت کیوں دینگے. "عافیہ نے منہ بناتے ہوئے کہا.

" ارے پاگل اپنے چچازاد بھائی احمد کیساتھ میرے گھر تو آسکتی ہو نا پھر یہاں سے ہم احمد کے گھر چلے جائے گے ".

"ہاں یہ صحیح ہے... تھینکس لائبہ ". عافیہ نے مسکراتے ہوئے اسے گلے لگالیا.

....

"بیٹا غم نہ کرو میں جانتا ہوں تم نے یقینن کوئی غلطی نہیں کی. " سلطان احمد نے کھانے کی میز پر احمد کو اداس بیٹھا دیکھا تو اس سے مخاطب ہوا.

"تمہارے دادا ٹھیک کہتے ہیں بیٹا, ہمیں تم پر ہورا یقین ہے تم ایسی کوئی حرکت کر ہی نہیں سکتے, ضرور اس لڑکی کی ہی کوئی چال تھی. "رضیہ بی نے بھی گفتگوں میں حصہ لیا.

اسی اثناء میں گیٹ کیپر نے آکر احمد کو مخاطب کیا.

احمد صاحب باہر آپ کے دوست آئے ہیں".

"ارے واہ دوست وہ بھی احمد کے."

سلطان احمد نے قہقہا لگاتے ہوئے احمد سے طنزاً کہا.

"دادا جان آپ ہی نے تو کہا ہے دوست بناؤ". احمد نے ان کی بات یاد دلائی.

"ٹھیک بھائی ان کو اندر تو بلاؤ".

)غیبی دنیا 21 (

حمزہ اور لائبہ کے ساتھ آئی عافیہ پر نظر پڑی تو احمد کے چہرے پر بکھری مسکراہٹ اچانک غائب ہو گئی.

سلطان احمد نے یہ بات نوٹ کی.

"ارے احمد تعارف تو کرواؤ اپنے دوستوں کا." دعا اسلام کے بعد جب سب میز کے گرد بیٹھ گئے تو سلطان احمد نے احمد کو مخاطب کیا.

"جی دادا جان یہ حمزہ ہے اور اس کے ساتھ بیٹھی یہ شرارتی لڑکی لائبہ ہے اور یہ تینوں میرے کلاس فیلو ہیں. "احمد نے عافیہ کا نام بتانا مناسب نہ سمجھا.

"مگر بیٹا یہ دوسری پیاری سے لڑکی کا نام کیا ہے".

احمد کو جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا. رضیہ بھی نے مسکراتے ہوئے عافیہ کے متعلق پوچھ ہی لیا.

"جی میں عافیہ ہوں". احمد کو خاموش بیٹھا دیکھ کر عافیہ نے خود ہی اپنا نام بتا دیا.

"عافیہ.... وہ جس کا آکسیڈنٹ ہوا تھا.... تم وہی ہو." سلطان احمد نے تفصیل جاننی چاہی.

"جی میں.... ہاں میں سر ہلاتے ہوئے عافیہ بتانے ہی لگی تھی کہ احمد نے اسے ٹوک دیا.

"اتنا تعادف کافی ہے, ویسے بھی دادا جان یہ دوست ہیں میرے پلیز آپ اتنے سوال مت کریں.

"ٹھیک ہے بیٹا, میں تو اس بات پر ہی خوش ہوں کہ تم نے آخر دوست بنا ہی لیے." سلطان احمد کے چہرے سے احمد کو معلوم ہو چکا تھا کہ وہ جان چکے ہیں یہ وہی عافیہ ہے اور رضیہ بی کی خاموشی بھی یہ بتا رہی تھی کہ وہ بھی یہ بات جان چکیں ہیں.

"کیوں نہ ہم سب مووی دیکھنے چلے." لائبہ نے خاموشی توڑی.

"مجھے نہیں لگتا کہ یہ اچھا آئیڈیا ہے".

لائبہ کی اس فرمائش پر احمد کا چہرہ غصہ سے پیلا پڑتا دیکھا تو حمزہ نے لائبہ کی اس بات پر اسے ٹوکا.

"حمزہ صحیح کہہ رہا ہے لائبہ اگر میں ساتھ نہ ہوتی تو شاید ایسا ممکن ہوتا." عافیہ کی دھیمی آواز سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ احمد کے ساتھ اس کے والد کی طرف سے ہوئے برتاؤ پر بہت شرمندہ ہے.

"نہیں بچوں تم غلط ہو, احمد میرے خیال سے تمہیں لائبہ کی بات مان لینی چاہیئے. یہ پہلی بار ہمارے گھر آئے ہیں. ان کے لیے اتنا تو ہم کر ہی سکتے ہیں." سلطان احمد نے جیب میں سے کچھ روپے نکال کر احمد کی طرف بڑھائے.

جو بھی ہو احمد سلطان احمد کو نہ نہیں کر سکتا تھا.

احمد نے چپ چاپ دادا سے روپے پکڑے اور ان کے ساتھ جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا

عافیہ نے مسکراہٹ دبانی چاہی مگر سلطان احمد کو مسکراتے دیکھا تو وہ بھی مسکرانے لگی جسے دیکھ کر حمزہ گھبرانے لگا کہ کہیں عافیہ کی یہ مسکراہٹ احمد کے ہاتھوں اسے پٹوا نہ دے.

(22 غیبی دنیا)

احمد کے گھر حمزہ اپنی کار میں آیا تھا.

چونکہ احمد کو تو ڈرائیونگ نہیں آتی تھی سو وہ پیچھے بیٹھ گیا اور حمزہ کے لاکھ منع کرنے کے باوجود لائبہ خود حمزہ کیساتھ آگے بیٹھ گئی اور عافیہ کو احمد کیساتھ پیچھے بیٹھا دیا.

گاڑی آگے بڑھنے کے کچھ دیر بعد عافیہ نے ہمت کرتے ہوئے خاموشی توڑی.

"احمد میں نے کچھ کہنا"....."

احمد کار سے باہر دیکھ رہا تھا کہ اچانک اس کی آواز اس کے کانوں میں پڑی, تو تیزی سے اس کی طرف گھوما اور اس کے ہلتے ہونٹوں پر اپنی انگلی رکھتے ہوئے اسے خاموش کروا دیا.

کار میں بیٹھے کسی فرد کو احمد سے اس طرح کی کوئی امید نہیں تھی.

عافیہ کو احمد نے اپنی اس حرکت سے دھنگ کر دیا اور کار میں ایک بار پھر خاموشی چھا گئی.

حمزہ بھی بہت حیران تھا مگر اس نے چپ چاپ کار چلانے میں ہی بھلائی سمجھی جبکہ لائبہ اپنی مسکراہٹ دبانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی.

عافیہ کا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا.

"میں جانتا ہوں تم میرا برا کر ہی نہیں سکتی اور میں نہیں چاہتا کہ تم اس جرم کی معافی مانگو جو تم نے کیا ہی نہیں. "احمد نے آخر اسے بتا ہی دیا کہ اس کے دل میں عافیہ کے لیے کسی قسم کی کوئی ناراضگی نہیں ہے.

احمد کی اس بات نے عافیہ کو پر سکون کر دیا.

عافیہ نے محسوس کیا کہ احمد کی نظر ابھی بھی اس کے چہرے پر ٹکی ہے تو عافیہ نے شرماتے ہوئے اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا اور کار سے باہر دیکھنے لگی.

احمد من ہی من مسکرایا اور پھر وہ بھی کار سے باہر دیکھنے لگا.

آج چاند پورا تھا اور اس کی روشنی عروج پر تھی اور ہوا میں موجود نمی جیسے بارش کے آنے کی اطلاع دے رہی تھی.

کار سڑک پر تیزی سے دوڑ رہی تھی کہ اچانک آسمان کی طرف سے ایک بہت بڑا روشنی کا ایک گولا کار کی سکرین سے آٹکرایا اور سکرین ٹکڑوں میں بکھر گئی.

حمزہ نے کار کو سائیڈ پہ لیا اور سبھی کار سے باہر نکل آئے.

جیسے ہی وہ سب کار سے باہر نکلے, ان کی نظر آسمان میں اڑتے انسان نما پرندوں پر جمی ہوئی تھیں جو بڑے پروں کی مدد سے اڑتے ان کی طرف آ رہے تھے.

ان پرندے نما انسانوں کی تعداد 5 تھی.

جب وہ ان کے پاس زمیں پر اترے تو ان کے پر ان کمر میں سما گئے اور سب سے زیادہ حیرت کی بات یہ تھی کہ ان میں سے چار کی شکل بالکل ان جیسی تھی اور پانچوا افرد جس کے سر پر تاج تھا پس وہ ایک لڑکی اپنی الگ شکل رکھتی تھی جسے احمد گھور رہا تھا.

احمد نہیں جانتا تھا کہ یہ تاج پہنے, ان کے ہم شکل چار افراد کیساتھ کھڑی لڑکی کون ہے مگر نہ جانے کیوں اس لڑکی کا چہرہ جانا پہچانا سا لگ رہا تھا اور اس کے دل میں نہ جانے کیوں اس لڑکی کے لیے نفرت امڈ رہی تھی.

"میں نوشیزہ ہوں شاید احمد تم مجھے جانتے ہو."نوشیزہ نے جیسے اسے کچھ یاد دلانا چاہا ہو.

احمد مسلسل اسے گھور رہا تھا اور یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ آخر وہ اسے کہا ملا تھا.

"آج بھی تمہاری آنکھوں میں وہی نفرت ہے اور میں وعدہ کرتی ہوں احمد جب تک تمہاری آنکھوں میں خود کے لیے محبت نہ دیکھ لوں تمہارا پیچھا نہیں چھوڑو گی."نوشیزہ کی آنکھیں سرخ پڑنے لگیں تھی جیسے ان میں شعلے جگمگا رہے ہوں.

نوشیزہ کے اشارے پر ان چاروں کے ہم شکلوں نے زبردستی ان کے ہاتھ عجیب قسم کی رسی سے باندھ دیے جو جگمگا رہی تھی.

"چلو احمد میں تمہیں اپنی دنیا دکھاتی ہوں." نوشیزہ نے یہ کہا ہی تھا کہ اس کی کمر سے دوبارہ پھر وہی پر نمودار ہوئے جو اڑنے میں مدد دے رہے تھے.

باقی ان کے چار ہم شکلوں نے بھی اپنے پر پھڑ پھڑائے جیسے وہ نوشیزہ کے حکم کے انتظار میں تھے کہ نوشیزہ انھیں اشارہ کرے اور وہ چاروں ان کو اپنے ساتھ اڑا لیجائیں.

"اتنی بھی جلدی کیا ہے". یہ رستم تھا جس کے ہاتھوں کھجور کھا کر احمد سب کچھ بھول چکا تھا.

رستم کی بھاری آواز میں چھپی دھمکی نے نوشیزہ سمیت ان پانچوں کو خوفزدہ کر دیا.

رستم ان پانچوں سے جسامت میں زیادہ بڑھا تھا اور اسے دیکھنے سے ہی معلوم ہو رہے تھا کہ نوشیزہ اور اس کے چار ساتھی رستم کا بال بھی باکا نہیں کر سکتے تھے.

لائبہ اسے دیکھ کر بری طرح خوفزدہ ہو گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے بے ہوش ہو کر گر پڑی جسے حمزہ نے سنبھالنے کی کوشش کی.

"نوشیزہ مجھے اس بات کا احساس مت دلاؤ کہ تمہیں زندہ چھوڑ کر میں نے غلطی کی ہے." رستم نے ایک بار پھر نوشیزہ کو دھمکی دیتے ہوئے اسے بھاگنے کو کہا.

نوشیزہ کا چہرہ غصہ سے لال پیلا ہو رہا تھا. اسی اثنا میں نوشیزہ نے اپنے چار ساتھیوں اشارہ کیا تو وہ چاروں اپنے پر پھڑ پھڑاتے رستم پر ٹوٹ پڑے.

ان چاروں کے ہاتھ ایک خونخوار درندے کے پنجھوں کی شکل اختیار کر گئے اور وہ ان پنجھوں سے رستم کو نوچنے لگے.

مگر اس سے پہلے کہ ان چاروں میں سے کسی کا پنجھا رستم کو چھوتا, رستم نے بجلی کی تیزی سے ان چاروں کو دو دو ٹکڑوں میں چیر کر بکھیر دیا.

) 24غیبی دنیا(

رستم کے ہاتھوں سے نچڑتا خون اور سڑک پر گرتے ان چاروں ہم شکلوں کے ٹکڑے دیکھ کر عافیہ اور حمزہ بھی بے ہوش ہو کر گر پڑے.

اس سے پہلے یہ منظر احمد کو بھی بے ہوش ہونے پر مجبور کرتا, رستم نے اپنے پر ان پر ٹکڑوں کے اوپر سے گھمائے اور سڑک کو بالکل صاف کر دیا.

اسی اثنا میں نوشیزہ بوکھلائی ہوئی رستم پر جھپٹی مگر رستم نے عین موقع پر اس کی گردن دھبوچ لی اور اسے ہوا میں پکڑ کر احمد کے فیصلے کا انتظار کرنے لگا کہ کب احمد ہاں میں سر ہلائے اور رستم اسے بھی دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دے.

"نہیں, میں اس سے نفرت ضرور کرتا ہوں مگر میں اسے مارنا نہیں چاہتا, یہ بات احمد نے من سوچی ہی تھی کہ رستم نے نوشیزہ کو ہوا میں اچھال دیا اور نوشیزہ خود کو آزاد پا کر وہاں سے غائب ہو گئی.

نوشیزہ کے جاتے ہی رستم نے پاؤں زمین پر رکھے اور اس کے پر اس کی کمر میں سما گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے رستم انسانی شکل اختیار کر گیا.

"ماسٹر اکبر...." رستم نے ماسٹر اکبر کی شکل اختیار کی تھی جسے دیکھ کر احمد کچھ پر سکوں ہوا.

"یہ کھجوریں تمہارے لیے ہیں مگر اکیلے مت کھانا ان تینوں کو بھی ضرور کھلانا." ماسٹر اکبر کی شکل اختیار کرنے کا رستم کو یہ فائدہ ہوا کہ احمد اس پر بھروسہ کرنے لگا اور چپ چاپ اس کھجوریں بھی پکڑ لیں.

جیسے ہی احمد نے اس سے کھجوریں پکڑیں, وہ اس سے تھوڑا پیچھا ہٹا اور واپس اپنے روپ میں آ کر آسمان کی طرف اڑتا کہیں غائب ہو گیا.

احمد نے حمزہ, لائبہ اور عافیہ کو باری باری اٹھا کر کار میں بیٹھا دیا اور پھر ان کھجوروں کی ٹوکری گود میں رکھے سوچنا لگا کہ کیا یہ کھجور اسے کھانی چاہیئے یا نہیں.

تھوڑی دیر بعد لائبہ کو ہوش آیا تو وہ شور مچانے لگی..." ارے تم سب ایسے کیوں لیٹے ہو, سب زندہ تو ہو ن....." جب لائبہ نے دیکھا کہ اس کے یوں شور مچانے پر احمد اسے غصے سے گھور رہا تو وہ بالکل خاموش ہو گئی مگر اس کے شور مچانے سے عافیہ اور حمزہ بھی ہوش میں آ چکے تھے.

"کیا کوئی بتا سکتا ہے یہاں کیا ہوا تھا." احمد نے خوف سے پھٹتی آنکھوں جھپکاتے ہوئے جیسے خود ہی سے سوال کیا تھا.

عافیہ بھی ابھی کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ احمد نے جلدی سے ایک کھجور اس کے منہ میں ڈال دی اور ایک کھجور اس کے ہاتھ میں پکڑا دی.

عافیہ کھجور چباتی پھر بھی کچھ بڑبڑانے لگی.

احمد نے دو دو کھجورے حمزہ اور لائبہ کو بھی پکڑا دی جو انھیں چپ چاپ کھالیں.

(25 غیبی دنیا)

کھجور کھائیں ابھی 8,7 منٹ ہی گزرے تھے کہ اس واقع کے بارے میں بات کرتے کرتے وہ تینوں پھر بے ہوش ہو گئے.

دوبارہ آدھے گھنٹے بعد ہوش آئی تو حمزہ کار کی سکرین کو ٹکڑوں میں بکھرے دیکھ کر چلایا.

"ارے یہ کیسے ہوا"..?

حمزہ کے چلانے پر لائبہ اور عافیہ بھی ہوش میں آ گئے اور کار کی سکرین ٹکڑوں میں بکھری دیکھ تینوں احمد کو گھورنے لگے.

"ارے میری طرف کیا دیکھ رہے ہو میں تو پیچھے بیٹھا ہوں, میں نے کچھ نہیں کیا." احمد نے مسکراتے ہوئے کہا.

احمد کا یوں مسکرانا ان تینوں کے لیے کار کی سکرین ٹوٹنے سے زیادہ حیران کن تھا.

"ٹھیک ہے اس میں تمھارا ہاتھ نہیں ہے تو یہ بتاؤ تمھارے ہاتھ میں یہ کھجوروں کی ٹوکری کہاں سے آئی?" عافیہ نے اس کے ہاتھوں کھجوروں کی ٹوکری دیکھ کر فوراً سوال کیا.

احمد من ہی من سوچ رہا تھا کہ کیوں نہ ان کو ایک بار پھر یہ کھجورے کھلا کر ان کو بے ہوش کر دوں.

"ٹھیک ہے چھوڑو گاڑی آگے بڑھاؤ".

احمد نے کوئی جواب نہ دیا تو لائبہ نے حمزہ سے گاڑی سٹارٹ کرنے کو کہا.

کھجور کھانے سے احمد کے علاوہ یہ تینوں سب کچھ بھول چکے تھے مگر احمد کو وہ سارا واقع یاد تھا چونکہ اس نے کھجور نہیں کھائی تھی.

"ارے 10 بج رہے ہیں یہ کیسے ہوا ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے ٹائیم دیکھا تھا تو آٹھ بج کر کچھ منٹ ہوئے تھے."عافیہ نے موبائیل پر ٹائیم دیکھا تو دھنگ رہ گئی.

لائیبہ اور حمزہ نے بھی اپنے اپنے موبائیل پر ٹائیم چیک کیا تو وہ بھی دھنگ رہ گئے اور دوسرے کا چہرہ دیکھنے لگے جبکہ احمد ان کی اس حرکت پر اپنی مسکراہٹ دبانے کی کوشش میں تھا.

عافیہ نے احمد کو حیران ہونے کی بجائے مسکراتے دیکھا تو اسے احمد پر شک سا ہونے لگا.

"احمد کیا تم ہم سے کچھ چھپا رہے ہو؟"عافیہ پوچھے بغیر نہ رہ سکی.

"آج ہی تو میں تم تینوں سے ملا ہوں بھلا میں کیا چھپا سکتا ہوں تم تینوں سے".

احمد نے خود نارمل کرتے ہوئے جواب دیا.

"حمزہ مجھے گھر جانا ہے."عافیہ نے احمد کی گود میں پڑی اس کھجوروں کی ٹوکری کو گھورتے ہوئے حمزہ کہا.

لائبہ نے احمد کی طرف دیکھا تو اس نے بھی عافیہ کی بات کی تائید کرنے کو کہا.

احمد کے سوا آج کا یہ سفر ان تینوں کے لیے ایک خواب سا تھا جس کی ان تینوں کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی پس کار کی ٹوٹی سکرین اور احمد کے پاس پڑی کھجوروں کی ٹوکری کے متعلق ان تینوں کے ذہن میں مختلف سوال پیدا ہو رہے تھے.

)26 غیبی دنیا(

احمد اور لائبہ کو ڈروپ کرنے کے بعد حمزہ عافیہ کو اس کے گھر چھوڑ کر صبح دیر تک سونے کی سوچ رہا تھا کہ صبح کالج آف ہے جبکہ عافیہ ابھی بھی انھیں سوالوں میں الجھی ہوئی تھی کہ کار کی سکرین کیسے ٹوٹی, اور دو گھنٹے 15,10 منٹ کیسے بن گئے اور احمد کے پاس وہ کھجوروں کی ٹوکری کہاں سے آئی.

عافیہ یہی سب سوچ رہی تھی کہ اسے محسوس ہوا کہ اس کے ہاتھ میں کچھ ہے.

عافیہ اپنے ہاتھ دیکھا تو ایک کھجور تھی, یہ انھی دو کھجوروں میں سے ایک کھجور تھی جو احمد نے ان تینوں کو کھانے کے لیے دی تھیں مگر عافیہ نے دو کی بجائے ایک ہی کھائی تھی اور کھجور ابھی بھی اس کے پاس موجود تھی مگر چونکہ اسے کچھ یاد نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ کھجور اس ٹوکری میں سے اس کے ہاتھ میں کیسے آئی.

"گھر آ گیا عافیہ.." عافیہ اپنے ہی خیالوں گم تھی کہ حمزہ اسے مخاطب کیا.

عافیہ حمزہ سے اس سب کے بارے میں مزید بات کرنا چاہتی تھی مگر حمزہ کے چہرے سے صاف معلوم پڑ رہا تھا کہ اسے نیند کی طلب ہو رہی ہے سو وہ چپ چاپ گاڑی سے اتر گئی.

....

رات کو گھر واپس آتے ہی احمد ان کھجوروں کو ایک بوکس میں منتقل کر کے اپنے کمرے میں موجود الماری میں چھپا دیا.

رات کے 2 بج رہے تھے مگر عافیہ ابھی تک نہیں سو پائی تھی.

بیڈ پر لیٹی ہاتھ میں پکڑے اس کھجور کو وہ ابھی بھی مسلسل گھور رہی تھی. پھر اچانک وہ اٹھ بیٹی اور مسکرانے لگی.

"ارے میں نے پہلے کیوں نہیں سوچا, ڈیٹیکٹیو بانو.... ہاں وہ میری مدد کرے گی." عافیہ ہنستی مسکراتی خودی سے باتیں کر رہی تھی.

عافیہ نے موبائل کھڑا اور ڈیٹیکٹیو بانو کے نام سے سیو نمبر کو ڈائیل کیا.

ڈیٹیکٹیو بانو عافیہ کی کلاس فیلو اور اس کی کلوز سہیلیوں میں سے ایک تھی.

اس کا صحیح نام بینش تھا مگر چونکہ بینش بہت زیادہ ڈیٹیکٹیوز کی موویز دیکھتی تھی اور اس کی حرکتیں اور صلاحیت بھی کچھ ایسی تھی کہ سب اسے ڈیٹیکٹیو بانو کے نام سے جانتے تھے اور ایسے مشکل وقت میں سب اسی سے مدد مانگتے تھے.

غالباً دو مرتبہ رنگ بجی ہو گی کہ دوسری طرف سے کال رسیو کر لی گئی.

"رات کے دو بج رہے ہیں, اس وقت کال کا مطلب ایمر جنسی ہے." بینش نے جیسے عافیہ کو کہا ہو کہ میں کیا مدد کر سکتی ہوں.

عافیہ جانتی تھی کہ کچھ ایسا ہی سننے کو ملے گا.

(27 غیبی دنیا)

"جی ہاں ایمر جنسی ہی ہے, رات قریباً 8 بجے گھر سے ہم چار دوست سفر پر نکلے تھے اور نہ جانے کب ہمیں نیند آ گئی یا ہم شاید بے ہوش ہو گئے اور ہوش آنے پر کار کی فرنٹ سکرین ٹکڑوں میں بکھری پڑی تھی اور ٹائیم 10 کا تھا. ہم سب میں سے کسی کو نہیں معلوم کہ آخر کیا ہوا اور سب سے بڑی بات ہم چاروں میں سے ایک کے پاس کھجوروں کی ٹوکری موجود تھی جو وہ سفر پر روانہ ہوتے وقت ساتھ نہیں لایا تھا." عافیہ نے اسی کے انداز میں اسے ساری بات بتا دی.

"جس کے پاس کھجوروں کی ٹوکری تھی وہ تمہاری طرح اس سے بات سے زیادہ حیران یا پریشان نہیں تھا, کیا میں صحیح ہوں." ڈیٹیکٹیو بانو یعنی بینش نے عافیہ سے تفصیل پوچھی.

"جی بالکل آپ صحیح کہہ رہی ہیں, اس کے چہرے پر حیرانی یا پریشانی بالکل نہیں تھی بلکہ وہ پر سکون تھا اور مجھے شک ہے کہ وہ ہم تینوں سے کچھ چھپا رہا ہے." عافیہ نے احمد کے متعلق سوچتے ہوئے کہا.

"یعنی کے تم لوگ دو گھنٹے بے ہوش رہے ہو اور اگر تم لوگوں نے ان کھجوروں کے علاوہ کچھ نہیں کھایا تو یقینن بے ہوشی کی وجہ وہ کھجورے ہی ہیں اور باقی سوالوں کے جواب صرف وہی دے سکتا ہے جس کے پاس کھجورے تھی... سوموار کو تمہیں اب زنگر کھلانا ہو گا خدا حافظ." بینش کی ذہانت نے عافیہ کے کافی سوالوں کے جواب دے دیے مگر اصل کہانی تو صرف احمد ہی بتا سکتا تھا.

عافیہ سوچ رہی تھی کہ یہ بھی یاد نہیں کہ ہم کھجورے کھائی تھیں یا نہیں مگر اس کے پاس ایک کھجور ہے یعنی کہ ہم نے کھجورے کھائی ہیں لیکن اگر کھائیں تو پھر یاد کیوں نہیں کہ احمد نے کب انھیں یہ کھجورے دیں اور آخر یہ آئی کہاسے کھجوریں.

ایک بار پھر عافیہ خودی سے من ہی من سوال جواب کرنے میں مشغول ہوگئی اور اسی کو جاری رکھتے ہوئے وہ سوگئی.

اور کچھ نہیں تو عافیہ اتنا ضرور جان چکی تھی کہ ہونا ہوا ان پر ان کھجوروں کا اثر ہے اور ان کھجوروں نے انھیں بے ہوش کرنے کیساتھ ساتھ کھجور کھانے سے پہلے کی باتیں انھیں بھلادی ہیں.

عافیہ یہ بات دل میں لیے سوگئی کہ اس کے پاس ابھی بھی ایک کھجور موجود ہے جس کی مدد سے وہ پتہ لگائے گی کہ آخر ہوا کیا تھا.

....

احمد صبح کے قریباً 10 بجے اٹھا تھا اور ناشتہ سے فارغ ہونے کے فوراً بعد وہ پینٹنگ کا سامان لیے پینٹنگ کرنے میں مشغول ہوگیا.

(28 غیبی دنیا)

چونکہ احمد چھٹی کے روز دوپہر کو ہی کچھ کھاتا پیتا تھا سو کھانے میز پر آج سلطان احمد اور رضیہ بی ہی تھے.

"اچھا تو بیٹی میں زرا آئیر پورٹ سے رابیعہ کو لے آؤں. "سلطان احمد نے چائے کپ میز پر رکھتے ہوئے کہا.

"رابیعہ !وہ آپ کے لندن والے مرحوم بھائی کی پوتی؟" رضیہ بی حیران ہوتے ہوئے پوچھا.

"ہاں ہاں وہی رابیعہ,اچھا میں چلتا ہوں. "سلطان احمد کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے.

"ابو جان سب خیر تو ہے نا,رابیعہ پاکستان آ رہی ہے ?,ان امیر زادوں کو تو ہمارا غریب ملک پسند نہیں. " رضیہ بی نے مسکراتے ہوئے طنزاً کہا.

"ارے بھئی میرا پوتا جوان ہو گیا ہے,اس کی شادی کرنی ہے یا نہیں!اور ویسے بھی رابیعہ احمد کو بچپن سے ہی پسند کرتی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ احمد کی شادی اسی سے ہو. "سلطان احمد نے مسکراتے ہوئے اپنا فیصلہ سنایا.

"مگر ابو جان احمد سے تو پوچھ لیتے,آپ کو تو پتہ ہے کہ وہ اپنی ہی من مانی کرتا ہے. "رضیہ بی نے حیران ہوتے ہوئے کہا.

"بیٹی میں جانتا ہوں,میں کونسا چٹ منگنی پٹ بیاہ کی بات کر رہا ہوں,فی الحال تو رابیعہ احمد سے صرف ملنے آ رہی ہے. 3,2 مہینے رہے گی ہمارے پاس اور اس دوران یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ احمد کے دل میں رابیعہ کے متعلق کیا ہے مگر تم یہ بات احمد کو مت بتانا کہ رابیعہ آ رہی ہے,احمد کو سپرائز دینا ہے بلکہ تم بھی میرے ساتھ ہی چلو رابیعہ کو آئیر پورٹ سے لے کر آتے ہیں. "سلطان احمد من ہی من بہت خوش تھے.

رضیہ بی نے بہت دیر بعد اپنے سسر کو یوں خوش ہوتے دیکھا تھا سو وہ ان کی خوشی میں شریک ہونے کے لیے چپ چاپ ان کیساتھ چل دیں.

.....

سلطان احمد کی گاڑی کو گھر سے روانہ ہوئے غالباً 15 سے 20 منٹ ہی گزرے تھے کہ حمزہ کی کار احمد کے گھر کے سامنے پہنچ کر ہارن بجارہی تھی.

عافیہ زبردستی حمزہ کو ادھر لے آئی تھی جس کی وجہ سے حمزہ کچھ اس سے ناراض تھا.

"تم جا کر پوچھ لو احمد سے جو پوچھنا ہے میں لائبہ کو پک کرنے جارہا ہوں, پھر ہم کہیں گھومنے جائیں گے, میں صبح صبح اس اینگری ینگ مین کا منہ نہیں دیکھنا چاہتا." حمزہ منہ بناتے ہوئے کہا.

اتنے میں گیٹ کیپر نے دروازہ کھول دیا تو عافیہ حمزہ کو گھورتی ہوئی کار سے اتر کر احمد کے گھر داخل ہوئی.

روبینہ احمد کے گھر نوکرانی تھی جو اسے احمد کے پاس اس کے پینٹنگ روم تک چھوڑ کر واپس اپنے کام کی طرف متوجہ ہوگئی.

) 29 غیبی دنیا(

احمد اسی نوشیزہ کی تصویر بنا رہا تھا جس کی وجہ سے رات کو وہ واقع پیش آیا تھا اور اپنے اس مشغلے میں اس قدر مگن تھا کہ اسے معلوم ہی نہ پڑا کہ کب عافیہ آکر اس کے پیچھے کھڑی اس کی مہارت کو دیکھنے لگی.

"بہت حسین ہے, شاید کہیں دیکھا ہے اسے مگر یاد نہیں آرہا." احمد کے پیچھے چپ چاپ کھڑی عافیہ نے آخر خاموشی توڑی.

احمد اک دم پیچھے پلٹا اور عافیہ کو یہاں موجود دیکھ حیران رہ گیا.

"تم یہاں, تم کب..... کیوں آئی ہو.... میرا مطلب کیا کام ہے مجھ سے..." احمد بری طرح بوکھلا گیا تھا, وہ ڈر گیا تھا کہ کہیں عافیہ کو کچھ یاد نہ آجائے.

اس سے پہلے کہ نوشیزہ کی تصویر کے بارے میں عافیہ کوئی اور سوال کرتی احمد نے اس پینٹنگ پر کپڑا ڈال دیا اور اپنا سامان سمیٹنے لگا.

"ارے کیا کر رہے ہو, میں یہاں کچھ چرانے تو نہیں آئی جو تم یوں چیزیں چھپا رہے ہو مجھ سے." عافیہ کو احمد کی یہ پریشان حالت دیکھ کر اس بات پر یقین پختا ہو گیا کہ احمد رور کچھ چھپا رہا ہے.

احمد ابھی بھی چپ چاپ اپنا پینٹنگ کا سامان سمیٹ رہا تھا کہ عافیہ نے اسے کلائی سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا.

"کیا چھپا رہے ہو مجھ سے؟" عافیہ نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا.

احمد اس کی بات کو ان سنا کیے اس کی آنکھوں کو دیکھے جا رہا تھا.

احمد کے یوں دیوانوں کی طرح دیکھنے پر عافیہ کا چہرہ سرخ پڑنے لگا.

عافیہ نے شرماتے ہوئے اپنی آنکھیں جھکا لیں.

احمد دوبارہ پھر اسے اگنور کرتا نیچے گرا سامان اٹھانے لگا.

"آخر تم مجھے بتاتے کیوں نہیں.."عافیہ خود کو بے بس پاتی ہوئی اس پر چیخی.

اس کے یوں چیخنے پر احمد نے غصے سے اسے بازوؤں سے پکڑ کر دیوار کیساتھ لگالیا.

"کیوں بتاؤں میں تمہیں, کون ہو تم میری, اور کیا کبھی تم نے مجھے کچھ بتایا ہے."احمد کی غصے سے پھٹی آنکھوں نے اسے خوفزدہ کر دیا اور اس کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی.

"کیا نہیں بتایا میں نے."عافیہ آنسو بہاتے ہوئے اک بار پھر چیخی.

"کچھ بھی تو نہیں بتایا, کلاس میں وائیٹ بورڈ دیکھنے کی بجائے مجھے دیکھتی رہتی ہو, اور کنٹین میں جاؤ تو وہاں پہنچ جاتی ہو اور اگر لائبریری جاؤ تو وہاں بھی میرے پیچھے پیچھے پہنچ جاتی ہو اور جب بھی میں نے تمہیں واپس پلٹ کر دیکھا ایسے ری ایکٹ کرتی ہو جیسے کوئی چور رنگے ہوتھوں پکڑا گیا ہو, کیوں کرتی ہو یہ سب, آخر کیا ہے تمہارے دل میں".

Story by : Adeel Rafique قسط4(غیبی دنیا)

احمد نہیں جانتا تھا کہ یہ تاج پہنے, ان کے ہم شکل چار افراد کیساتھ کھڑی لڑکی کون ہے مگر نہ جانے کیوں اس لڑکی کا چہرہ جانا پہچانا سا لگ رہا تھا اور اس کے دل میں نہ جانے کیوں اس لڑکی کے لیے نفرت امڈ رہی تھی.

"میں نوشیزہ ہوں شاید احمد تم مجھے جانتے ہو."نوشیزہ نے جیسے اسے کچھ یاد دلانا چاہا ہو.

احمد مسلسل اسے گھور رہا تھا اور یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ آخر وہ اسے کہاں ملا تھا.

"آج بھی تمہاری آنکھوں میں وہی نفرت ہے اور میں وعدہ کرتی ہوں احمد جب تک تمہاری آنکھوں میں خود کے لیے محبت نہ دیکھ لوں تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گی."نوشیزہ کی آنکھیں سرخ پڑنے لگیں تھی جیسے ان میں شعلے جگمگا رہے ہوں.

نوشیزہ کے اشارے پر ان چاروں کے ہم شکلوں نے زبردستی ان کے ہاتھ عجیب قسم کی رسی سے باندھ دیے جو جگمگا رہی تھی.

"چلو احمد میں تمہیں اپنی دنیا دکھاتی ہوں."نوشیزہ نے یہ کہا ہی تھا کہ اس کی کمر سے دوبارہ پھر وہی پر نمودار ہوئے جو اڑنے میں مدد دے رہے تھے.

باقی ان کے چار ہم شکلوں نے بھی اپنے پر پھڑپھڑائے جیسے وہ نوشیزہ کے حکم کے انتظار میں تھے کہ نوشیزہ انھیں اشارہ کرے اور وہ چاروں ان کو اپنے ساتھ اڑا لیجائیں.

"اتنی بھی جلدی کیا ہے". یہ رستم تھا جس کے ہاتھوں کھجور کھا کر احمد سب کچھ بھول چکا تھا.

رستم کی بھاری آواز میں چھپی دھمکی نے نوشیزہ سمیت ان پانچوں کو خوفزدہ کر دیا.

رستم ان پانچوں سے جسامت میں زیادہ بڑھا تھا اور اسے دیکھنے سے ہی معلوم ہو رہے تھا کہ نوشیزہ اور اس کے چار ساتھی رستم کا بال بھی باکا نہیں کر سکتے تھے.

لائبہ اسے دیکھ کر بری طرح خوفزدہ ہو گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے بے ہوش ہو کر گر پڑی جسے حمزہ نے سنبھالنے کی کوشش کی.

"نوشیزہ مجھے اس بات کا احساس مت دلاؤ کہ تمہیں زندہ چھوڑ کر میں نے غلطی کی ہے." رستم نے ایک بار پھر نوشیزہ کو دھمکی دیتے ہوئے اسے بھاگنے کو کہا.

نوشیزہ کا چہرہ غصہ سے لال پیلا ہو رہا تھا. اسی اثنا میں نوشیزہ نے اپنے چار ساتھیوں اشارہ کیا تو وہ چاروں اپنے پر پھڑ پھڑاتے رستم پر ٹوٹ پڑے.

ان چاروں کے ہاتھ ایک خونخوار درندے کے پنجھوں کی شکل اختیار کر گئے اور وہ ان پنجھوں سے رستم کو نوچنے لگے.

مگر اس سے پہلے کہ ان چاروں میں سے کسی کا پنجھا رستم کو چھوتا, رستم نے بجلی کی تیزی سے ان چاروں کو دو دو ٹکڑوں میں چیر کر بکھیر دیا.

)24 غیبی دنیا(

رستم کے ہاتھوں سے نچڑتا خون اور سڑک پر گرتے ان چاروں ہم شکلوں کے ٹکڑے دیکھ کر عافیہ اور حمزہ بھی بے ہوش ہو کر گر پڑے.

اس سے پہلے یہ منظر احمد کو بھی بے ہوش ہونے پر مجبور کرتا, رستم نے اپنے پر ان پر ٹکڑوں کے اوپر سے گھمائے اور سڑک کو بالکل صاف کر دیا.

اسی اثنا میں نوشیزہ بوکھلائی ہوئی رستم پر جھپٹی مگر رستم نے عین موقع پر اس کی گردن دھبوچ لی اور اسے ہوا میں پکڑ کر احمد کے فیصلے کا انتظار کرنے لگا کہ کب احمد ہاں میں سر ہلائے اور رستم اسے بھی دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دے.

"نہیں, میں اس سے نفرت ضرور کرتا ہوں مگر میں اسے مارنا نہیں چاہتا, یہ بات احمد نے من سوچی ہی تھی کہ رستم نے نوشیزہ کو ہوا میں اچھال دیا اور نوشیزہ خود کو آزاد پا کر وہاں سے غائب ہو گئی.

نوشیزہ کے جاتے ہی رستم نے پاؤں زمین پر رکھے اور اس کے پر اس کی کمر میں سما گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے رستم انسانی شکل اختیار کر گیا.

"ماسٹر اکبر...." رستم نے ماسٹر اکبر کی شکل اختیار کی تھی جسے دیکھ کر احمد کچھ پر سکون ہوا.

"یہ کھجوریں تمہارے لیے ہیں مگر اکیلے مت کھانا ان تینوں کو بھی ضرور کھلانا." ماسٹر اکبر کی شکل اختیار کرنے کا رستم کو یہ فائدہ ہوا کہ احمد اس پر بھروسہ کرنے لگا اور چپ چاپ اس کھجوریں بھی پکڑ لیں.

جیسے ہی احمد نے اس سے کھجوریں پکڑیں, وہ اس سے تھوڑا پیچھا ہٹا اور واپس اپنے روپ میں آکر آسمان کی طرف اڑتا کہیں غائب ہو گیا.

احمد نے حمزہ, لائبہ اور عافیہ کو باری باری اٹھا کر کار میں بیٹھا دیا اور پھر ان کھجوروں کی ٹوکری گود میں رکھے سوچنا لگا کہ کیا یہ کھجور اسے کھانی چاہیئے یا نہیں.

تھوڑی دیر بعد لائبہ کو ہوش آیا تو وہ شور مچانے لگی... "ارے تم سب ایسے کیوں لیٹے ہو, سب زندہ تو ہو ن....." جب لائبہ نے دیکھا کہ اس کے یوں شور مچانے پر احمد اسے غصے سے گھور رہا تو وہ بالکل خاموش ہو گئی مگر اس کے شور مچانے سے عافیہ اور حمزہ بھی ہوش میں آ چکے تھے.

"کیا کوئی بتا سکتا ہے یہاں کیا ہوا تھا." احمد نے خوف سے پھٹی آنکھوں جھپکاتے ہوئے جیسے خود ہی سے سوال کیا تھا.

عافیہ بھی ابھی کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ احمد نے جلدی سے ایک کھجور اس کے منہ میں ڈال دی اور ایک کھجور اس کے ہاتھ میں پکڑا دی.

عافیہ کھجور چباتی پھر بھی کچھ بڑبڑانے لگی.

احمد نے دو دو کھجورے حمزہ اور لائبہ کو بھی پکڑا دی جو انھیں چپ چاپ کھالیں.

(غیبی دنیا 25)

کھجور کھائیں ابھی 8,7 منٹ ہی گزرے تھے کہ اس واقع کے بارے میں بات کرتے کرتے وہ تینوں پھر بے ہوش ہو گئے.

دوبارہ آدھے گھنٹے بعد ہوش آئی تو حمزہ کار کی سکرین کو ٹکڑوں میں بکھرے دیکھ کر چلایا.

"ارے یہ کیسے ہوا"..?

حمزہ کے چلانے پر لائبہ اور عافیہ بھی ہوش میں آ گئے اور کار کی سکرین ٹکڑوں میں بکھری دیکھ تینوں احمد کو گھورنے لگے.

"ارے میری طرف کیا دیکھ رہے ہو میں تو پیچھے بیٹھا ہوں, میں نے کچھ نہیں کیا." احمد نے مسکراتے ہوئے کہا.

احمد کا یوں مسکرانا ان تینوں کے لیے کار کی سکرین ٹوٹنے سے زیادہ حیران کن تھا.

"ٹھیک ہے اس میں تمہارا ہاتھ نہیں ہے تو یہ بتاؤ تمہارے ہاتھ میں یہ کھجوروں کی ٹوکری کہاں سے آئی؟" عافیہ نے اس کے ہاتھوں کھجوروں کی ٹوکری دیکھ کر فوراً سوال کیا.

احمد من ہی من سوچ رہا تھا کہ کیوں نہ ان کو ایک بار پھر یہ کھجورے کھلا کر ان کو بے ہوش کر دوں.

"ٹھیک ہے چھوڑو گاڑی آگے بڑھاؤ".

احمد نے کوئی جواب نہ دیا تو لائبہ نے حمزہ سے گاڑی سٹارٹ کرنے کو کہا.

کھجور کھانے سے احمد کے علاوہ یہ تینوں سب کچھ بھول چکے تھے مگر احمد کو وہ سارا واقع یاد تھا چونکہ اس نے کھجور نہیں کھائی تھی.

"ارے 10 بج رہے ہیں یہ کیسے ہوا ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے ٹائیم دیکھا تھا تو آٹھ بج کر کچھ منٹ ہوئے تھے." عافیہ نے موبائیل پر ٹائیم دیکھا تو دھنگ رہ گئی.

لائیبہ اور حمزہ نے بھی اپنے اپنے موبائیل پر ٹائیم چیک کیا تو وہ بھی دھنگ رہ گئے اور دوسرے کا چہرہ دیکھنے لگے جبکہ احمد ان کی اس حرکت پر اپنی مسکراہٹ دبانے کی کوشش میں تھا.

عافیہ نے احمد کو حیران ہونے کی بجائے مسکراتے دیکھا تو اسے احمد پر شک سا ہونے لگا.

"احمد کیا تم ہم سے کچھ چھپا رہے ہو؟" عافیہ پوچھے بغیر نہ رہ سکی.

"آج ہی تو میں تم تینوں سے ملا ہوں بھلا میں کیا چھپا سکتا ہوں تم تینوں سے".

احمد نے خود نارمل کرتے ہوئے جواب دیا.

"حمزہ مجھے گھر جانا ہے." عافیہ نے احمد کی گود میں پڑی اس کھجوروں کی ٹوکری کو گھورتے ہوئے حمزہ کہا.

لائبہ نے احمد کی طرف دیکھا تو اس نے بھی عافیہ کی بات کی تائید کرنے کو کہا.

احمد کے سوا آج کا یہ سفر ان تینوں کے لیے ایک خواب سا تھا جس کی ان تینوں کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی پس کار کی ٹوٹی سکرین اور احمد کے پاس پڑی کھجوروں کی ٹوکری کے متعلق ان تینوں کے ذہن میں مختلف سوال پیدا ہو رہے تھے.

(غیبی دنیا 26)

احمد اور لائبہ کو ڈروپ کرنے کے بعد حمزہ عافیہ کو اس کے گھر چھوڑ کر صبح دیر تک سونے کی سوچ رہا تھا کہ صبح کالج آف ہے جبکہ عافیہ ابھی بھی انھیں سوالوں میں الجھی ہوئی تھی کہ کار کی سکرین کیسے ٹوٹی, اور دو گھنٹے 15,10 منٹ کیسے بن گئے اور احمد کے پاس وہ کھجوروں کی ٹوکری کہا سے آئی.

عافیہ یہی سب سوچ رہی تھی کہ اسے محسوس ہوا کہ اس کے ہاتھ میں کچھ ہے.

عافیہ اپنے ہاتھ دیکھا تو ایک کھجور تھی, یہ انھی دو کھجوروں میں سے ایک کھجور تھی جو احمد نے ان تینوں کو کھانے کے لیے دی تھیں مگر عافیہ نے دو کی بجائے ایک ہی کھائی تھی اور کھجور ابھی بھی اس کے پاس موجود تھی مگر چونکہ اسے کچھ یاد نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ کھجور اس ٹوکری میں سے اس کے ہاتھ میں کیسے آئی.

"گھر آ گیا عافیہ.." عافیہ اپنے ہی خیالوں گھم تھی کہ حمزہ اسے مخاطب کیا.

عافیہ حمزہ سے اس سب کے بارے میں مزید بات کرنا چاہتی تھی مگر حمزہ کے چہرے سے صاف معلوم پڑ رہا تھا کہ اسے نیند کی طلب ہو رہی ہے سو وہ چپ چاپ گاڑی سے اتر گئی.

....

رات کو گھر واپس آتے ہی احمد ان کھجوروں کو ایک بوکس میں منتقل کر کے اپنے کمرے میں موجود الماری میں چھپا دیا.

رات کے 2 بج رہے تھے مگر عافیہ ابھی تک نہیں سو پائی تھی.

بیڈ پر لیٹی ہاتھ میں پکڑے اس کھجور کو وہ ابھی بھی مسلسل گھور رہی تھی. پھر اچانک وہ اٹھ بیٹی اور مسکرانے لگی.

"ارے میں نے پہلے کیوں نہیں سوچا, ڈیٹیکٹیو بانو.... ہاں وہ میری مدد کرے گی." عافیہ ہنستی مسکراتی خود ی سے باتیں کر رہی تھی.

عافیہ نے موبائل کھڑا اور ڈیٹیکٹیو بانو کے نام سے سیو نمبر کو ڈائیل کیا.

ڈیٹیکٹیو بانو عافیہ کی کلاس فیلو اور اس کی کلوز سہیلیوں میں سے ایک تھی.

اس کا صحیح نام بینش تھا مگر چونکہ بینش بہت زیادہ ڈیٹیکٹیوز کی موویز دیکھتی تھی اور اس کی حرکتیں اور صلاحیت بھی کچھ ایسی تھی کہ سب اسے ڈیٹیکٹیو بانو کے نام سے جانتے تھے اور ایسے مشکل وقت میں سب اسی سے مدد مانگتے تھے.

غالباً دو مرتبہ رنگ بجی ہو گی کہ دوسری طرف سے کال رسیو کر لی گئی.

"رات کے دو بج رہے ہیں, اس وقت کال کا مطلب ایمرجنسی ہے." بینش نے جیسے عافیہ کو کہا ہو کہ میں کیا مدد کر سکتی ہوں.

عافیہ جانتی تھی کہ کچھ ایسا ہی سننے کو ملے گا.

) 27 غیبی دنیا(

"جی ہاں ایمرجنسی ہی ہے, رات قریباً 8 بجے گھر سے ہم چار دوست سفر پر نکلے تھے اور نہ جانے کب ہمیں نیند آ گئی یا ہم شاید بے ہوش ہو گئے اور ہوش آنے پر کار کی فرنٹ سکرین ٹکڑوں میں بکھری پڑی تھی اور ٹائیم 10 کا تھا. ہم سب میں سے کسی کو نہیں معلوم کہ آخر کیا ہوا اور سب سے بڑی بات ہم چاروں میں سے ایک کے پاس کھجوروں کی ٹوکری موجود تھی جو وہ سفر پر روانہ ہوتے وقت ساتھ نہیں لایا تھا." عافیہ نے اسی کے انداز میں اسے ساری بات بتادی.

"جس کے پاس کھجوروں کی ٹوکری تھی وہ تمہاری طرح اس سے بات سے زیادہ حیران یا پریشان نہیں تھا, کیا میں صحیح ہوں."ڈیٹیکٹیو بانو یعنی بینش نے عافیہ سے تفصیل پوچھی.

"جی بالکل آپ صحیح کہہ رہی ہیں, اس کے چہرے پر حیرانی یا پریشانی بالکل نہیں تھی بلکہ وہ پر سکوں تھا اور مجھے شک ہے کہ وہ ہم تینوں سے کچھ چھپا رہا ہے." عافیہ نے احمد کے متعلق سوچتے ہوئے کہا.

"یعنی کے تم لوگ دو گھنٹے بے ہوش رہے ہو اور اگر تم لوگوں نے ان کھجوروں کے علاوہ کچھ نہیں کھایا تو یقینن بے ہوشی کی وجہ وہ کھجورے ہی ہیں اور باقی سوالوں کے جواب صرف وہی دے سکتا ہے جس کے

پاس کھجورے تھی... سوموار کو تمہیں اب زنگر کھلانا ہو گا خدا حافظ." بینش کی زہانت نے عافیہ کے کافی سوالوں کے جواب دے دیے مگر اصل کہانی تو صرف احمد ہی بتا سکتا تھا.

عافیہ سوچ رہی تھی کہ یہ بھی یاد نہیں کہ ہم کھجورے کھائی تھیں یا نہیں مگر اس کے پاس ایک کھجور ہے یعنی کہ ہم نے کھجورے کھائی ہیں لیکن اگر کھائیں تو پھر یاد کیوں نہیں کہ احمد نے کب انھیں یہ کھجورے دیں اور آخر یہ آئی کہاسے کھجوریں.

ایک بار پھر عافیہ خودی سے من ہی من سوال جواب کرنے میں مشغول ہو گئی اور اسی کو جاری رکھتے ہوئے وہ سو گئی.

اور کچھ نہیں تو عافیہ اتنا ضرور جان چکی تھی کہ ہونا ہو ان پر ان کھجوروں کا اثر ہے اور ان کھجوروں نے انھیں بے ہوش کرنے کیساتھ ساتھ کھجور کھانے سے پہلے کی باتیں انھیں بھلا دی ہیں.

عافیہ یہ بات دل میں لیے سو گئی کہ اس کے پاس ابھی بھی ایک کھجور موجود ہے جس کی مدد سے وہ پتہ لگائے گی کہ آخر ہوا کیا تھا.

....

احمد صبح کے قریباً 10 بجے اٹھا تھا اور ناشتہ سے فارغ ہونے کے فوراً بعد وہ پینٹنگ کا سامان لیے پینٹنگ کرنے میں مشغول ہو گیا.

) 28 غیبی دنیا(

چونکہ احمد چھٹی کے روز دوپہر کو ہی کچھ کھاتا پیتا تھا سو کھانے میز پر آج سلطان احمد اور رضیہ بی ہی تھے.

"اچھا تو بیٹی میں زرا آئیر پورٹ سے رابیعہ کو لے آؤں." سلطان احمد نے چائے کپ میز پر رکھتے ہوئے کہا.

"رابیعہ! وہ آپ کے لندن والے مرحوم بھائی کی پوتی؟" رضیہ بی حیران ہوتے ہوئے پوچھا.

"ہاں ہاں وہی رابیعہ, اچھا میں چلتا ہوں." سلطان احمد کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے.

"ابو جان سب خیر تو ہے نا, رابیعہ پاکستان آ رہی ہے ?, ان امیر زادوں کو تو ہمارا غریب ملک پسند نہیں." رضیہ بی نے مسکراتے ہوئے طنزاً کہا.

"ارے بھئی میرا پوتا جوان ہو گیا ہے, اس کی شادی کرنی ہے یا نہیں! اور ویسے بھی رابیعہ احمد کو بچپن سے ہی پسند کرتی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ احمد کی شادی اسی سے ہو." سلطان احمد نے مسکراتے ہوئے اپنا فیصلہ سنایا.

"مگر ابو جان احمد سے تو پوچھ لیتے, آپ کو تو پتہ ہے کہ وہ اپنی ہی من مانی کرتا ہے." رضیہ بی نے حیران ہوتے ہوئے کہا.

"بیٹی میں جانتا ہوں, میں کونسا چٹ منگنی پٹ بیاہ کی بات کر رہا ہوں, فی الحال تو رابیعہ احمد سے صرف ملنے آ رہی ہے. 3,2 مہینے رہے گی ہمارے پاس اور اس دوران یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ احمد کے دل میں رابیعہ کے متعلق کیا ہے مگر تم یہ بات احمد کو مت بتانا کہ رابیعہ آ رہی ہے, احمد کو سپرائز دینا ہے بلکہ تم بھی میرے ساتھ ہی چلو رابیعہ کو آئیر پورٹ سے لے کر آتے ہیں." سلطان احمد من ہی من بہت خوش تھے.

رضیہ بی نے بہت دیر بعد اپنے سسر کو یوں خوش ہوتے دیکھا تھا سو وہ ان کی خوشی میں شریک ہونے کے لیے چپ چاپ ان کیساتھ چل دیں.

.....

سلطان احمد کی گاڑی کو گھر سے روانہ ہوئے غالباً 15 سے 20 منٹ ہی گزرے تھے کہ حمزہ کی کار احمد کے گھر کے سامنے پہنچ کر ہارن بجا رہی تھی.

عافیہ زبردستی حمزہ کو ادھر لے آئی تھی جس کی وجہ سے حمزہ کچھ اس سے ناراض تھا.

"تم جا کر پوچھ لو احمد سے جو پوچھنا ہے میں لائبہ کو پک کرنے جا رہا ہوں, پھر ہم کہیں گھومنے جائیں گے, میں صبح صبح اس اینگری ینگ مین کا منہ نہیں دیکھنا چاہتا." حمزہ منہ بناتے ہوئے کہا.

اتنے میں گیٹ کیپر نے دروازہ کھول دیا تو عافیہ حمزہ کو گھورتی ہوئی کار سے اتر کر احمد کے گھر داخل ہوئی.

روبینہ احمد کے گھر نوکرانی تھی جو اسے احمد کے پاس اس کے پینٹنگ روم تک چھوڑ کر واپس اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گئی.

) 29 غیبی دنیا(

احمد اسی نوشیزہ کی تصویر بنا رہا تھا جس کی وجہ سے رات کو وہ واقع پیش آیا تھا اور اپنے اس مشغلے میں اس قدر مگن تھا کہ اسے معلوم ہی نہ پڑا کہ کب عافیہ آ کر اس کے پیچھے کھڑی اس کی مہارت کو دیکھنے لگی.

"بہت حسین ہے, شاید کہیں دیکھا ہے اسے مگر یاد نہیں آرہا." احمد کے پیچھے چپ چاپ کھڑی عافیہ نے آخر خاموشی توڑی.

احمد اک دم پیچھے پلٹا اور عافیہ کو یہاں موجود دیکھ حیران رہ گیا.

"تم یہاں, تم کب..... کیوں آئی ہو..... میرا مطلب کیا کام ہے مجھ سے..." احمد بری طرح بوکھلا گیا تھا, وہ ڈر گیا تھا کہ کہیں عافیہ کو کچھ یاد نہ آجائے.

اس سے پہلے کہ نوشیزہ کی تصویر کے بارے میں عافیہ کوئی اور سوال کرتی احمد نے اس پینٹنگ پر کپڑا ڈال دیا اور اپنا سامان سمیٹنے لگا.

"ارے کیا کر رہے ہو, میں یہاں کچھ چرانے تو نہیں آئی جو تم یوں چیزیں چھپا رہے ہو مجھ سے." عافیہ کو احمد کی یہ پریشان حالت دیکھ کر اس بات پر یقین پختا ہو گیا کہ احمد رور کچھ چھپا رہا ہے.

احمد ابھی بھی چپ چاپ اپنا پینٹنگ کا سامان سمیٹ رہا تھا کہ عافیہ نے اسے کلائی سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا.

"کیا چھپا رہے ہو مجھ سے؟" عافیہ نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا.

احمد اس کی بات کو ان سنا کیے اس کی آنکھوں کو دیکھے جا رہا تھا.

احمد کے یوں دیوانوں کی طرح دیکھنے پر عافیہ کا چہرہ سرخ پڑنے لگا.

عافیہ نے شرماتے ہوئے اپنی آنکھیں جھکا لیں.

احمد دوبارہ پھر اسے اگنور کرتا نیچے گرا سامان اٹھانے لگا.

"آخر تم مجھے بتاتے کیوں نہیں.." عافیہ خود کو بے بس پاتی ہوئی اس پر چیخی.

اس کے یوں چیخنے پر احمد نے غصے سے اسے بازوؤں سے پکڑ کر دیوار کیساتھ لگالیا.

"کیوں بتاؤں میں تمہیں, کون ہو تم میری, اور کیا کبھی تم نے مجھے کچھ بتایا ہے." احمد کی غصے سے پھٹی آنکھوں نے اسے خوفزدہ کر دیا اور اس کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی.

"کیا نہیں بتایا میں نے." عافیہ آنسو بہاتے ہوئے اک بار پھر چیخی.

"کچھ بھی تو نہیں بتایا, کلاس میں وائیٹ بورڈ دیکھنے کی بجائے مجھے دیکھتی رہتی ہو, اور کنٹین میں جاؤ تو وہاں پہنچ جاتی ہو اور اگر لائیبریری جاؤ تو وہاں بھی میرے پیچھے پیچھے پہنچ جاتی ہو اور جب بھی میں نے تمہیں واپس پلٹ کر دیکھا ایسے ری ایکٹ کرتی ہو جیسے کوئی چور رنگے ہو تھوں پکڑا گیا ہو, کیوں کرتی ہو یہ سب, آخر کیا ہے تمہارے دل میں".

احمد کے ان سوالوں نے عافیہ کو بالکل خاموش کر دیا تھا اور شرم کے مارے عافیہ کا چہرہ سرخ پڑ تا گیا.

عافیہ نے اپنی آنکھیں بند کر لیں مگر آنسو ابھی بھی بہے جا رہے تھے اور مسلسل کوشش کے باوجود وہ خود کو احد سے الگ نہیں ہو پا رہی تھی.

احمد کو اس کی بے بسی اور اس کے یوں آنسو بہانے پر ترس آگیا تو اس نے اس کے بازو چھوڑ دیا اور اس سے الگ ہو کر نیچے سے اپنا سمیٹا سامان اٹھائے کمرے سے باہر جانے ہی لگا تھا کہ کمرے کے دروازے پر کھڑے سلطان احمد, رضیہ بی اور رابیعہ کو دیکھ کر اس کے ہاتھ سے سامان گر پڑا اور وہ ہکا بکا انھیں دیکھنے لگا.

رابیعہ کو معلوم نہیں تھا کہ احمد الٹا یوں اسے سرپرائیز دے گا.

رابیعہ یہ سب دیکھ کر غصہ سے لال پیلی ہو رہی تھی.

"کیا ہوا احمد, تم دونوں ایسے لڑکیوں رہے تھے." رضیہ بھی نے ہمت کرتے ہوئے خاموشی توڑی جبکہ رابیعہ غصہ سے احمد اور عافیہ کو گھورتی وہاں سے چلی گئی.

سلطان احمد کو نہ تو یہ سب دیکھ کر کوئی شکوہ تھا اور نہ وہ اس سب سے خوش ہی تھا.

وہ ابھی بھی احمد اور عافیہ کو وہی کھڑا ہکا بکا دیکھے جا رہا تھا.

رضیہ بی کی آواز کان میں پڑتے ہی ڈر کے مارے عافیہ نے آنکھیں کھولیں اور سلطان احمد اور رضیہ بی کو وہاں موجود دیکھ کر پریشان ہوتے ہوئے اپنا ڈوپٹہ سر پہ رکھنے لگی.

"کوئی خاص بات نہیں ہے امی جان بس ایسے ہی چھوٹی سی بات پر ہماری جھڑپ ہو گئی".

احمد کی اس بات کو سچ ثابت کرنے کے لیے عافیہ نے بھی آنسو صاف کرتے ہوئے ہاں میں سر ہلا دیا.

"ٹھیک ہے بچوں تو پھر احمد.... تم میرے ساتھ آؤ اور عافیہ بیٹا تم احمد کی والدہ کیساتھ جاؤ اور منہ ہاتھ دھو کر فریش ہو جاؤ لنچ کا وقت ہو گیا ہے کھانے کی میز پر ملتے ہیں." سلطان احمد کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ ان سے کیا بات کرے.

احمد اور عافیہ نے ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر سلطان احمد کے کہنے کے مطابق عافیہ رضیہ بی کیساتھ چلی گئی اور احمد چپ چاپ سلطان احمد کے پیچھے چلتا ان کے کمرے میں ان کے پاس بیڈ پر بیٹھ گیا.

"مجھے نہیں پتہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے تم....." احمد نے سلطان احمد کی بات کاٹی.

"ایسا کچھ نہیں ہے دادا جان جیسا آپ سمجھ...." سلطان احمد نے پیار سے احمد کے منہ پر تھپڑ مارا اور احمد بالکل خاموش ہو گیا.

احمد سمجھ گیا تھا کہ دادا سننے کے نہیں بلکہ اسے سنانے کے موڈ میں ہیں چناچہ احمد بالکل خاموش ہو گیا.

(31غیبی دنیا(

"دیکھو بیٹا مجھے نہیں معلوم تھا کچھ ایسا ہو گا. خیر میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا کہ تم رابعہ سے ہی شادی کرو مگر بیٹا رابعہ یہاں صرف تمہارے لیے آئی ہے کم از کم تم دو مہینہ اس کے ساتھ وقت تو گزار سکتے ہو اور اس کے بعد تمہارا جو بھی فیصلہ ہو گا ہمیں منضور ہو گا."سلطان احمد اب خاموش ہو گیا.

"ٹھیک ہے دادا جان میں ایسا ہی کروں گا مگر جہاں تک شادی کا سوال ہے میں عافیہ کو پسند ہوں اور یہ اور بات ہے کہ ہم دونوں نے ہی اس بات کو ایک دوسرے چھپایا ہے,ان دو مہینوں کے بعد آپ عافیہ کے گھر رشتے کی بات کرنے جائے گے." احمد نے سلطان احمد کی بات مان بھی لی اور یہ بھی جتا دیا کہ جو بھی ہو وہ شادی عافیہ سے ہی کرے گا.

....

"آنٹی میں جانتی ہوں کے میرے والد غلط فہمی کی وجہ سے آپ کی فیمیلی سے نفرت کرتے ہیں مگر یہ بات جتنی سچ ہے کہ میرے ابو احمد کے ساتھ میری شادی کے لیے نہیں مانے گے,یہ بات بھی اتنی ہی سچ ہے کہ

میں بھی احمد کے علاوہ کسی اور سے شادی نہیں کروں گی. "رضیہ بی کے پوچھنے پر عافیہ نے بھی انھیں سب کچھ سچ سچ بتا دیا.

....

"ارے رابیعہ اتنی اداس کیوں بیٹھی ہو؟".. کھانے کی میز پر احمد اس کے پاس والی کرسی پر بیٹھ گیا.

"وہ چڑیل کون تھی ؟" رابیعہ نے اسے غصے سے گھورتے ہوئے پوچھا اور اس کی آواز اور آنکھوں سے معلوم پڑ رہا تھا کہ یہ رو رہی تھی.

"اچھا وہ, عافیہ ہے میری کلاس فیلو." احمد نے مسکراتے ہوئے کہا.

"صرف کلاس فیلو ہی ہے نا؟" رابیعہ نے ایک بار پھر اسے سنجیدگی سے دیکھا.

"فی الحال تو کلاس فیلو ہی...." احمد کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ سلطان احمد نے اس کی بات کاٹی...." کھانا شروع نہیں ابھی تم دونوں نے لگتا ہے ہمارا انتظار کر رہے ہو." اس سے پہلے احمد سب کچھ صاف صاف کہہ دیتا رابیعہ سے, سلطان احمد نے بات بدل دی.

اسی اثناء میں عافیہ اور رضیہ بی بھی آگئی.

عافیہ احمد سے نظریں چرا رہی تھی جبکہ احمد اسے گھور رہا تھا کہ کہیں یہ اس سے ناراض تو نہیں ہوگئی جبکہ رابیعہ یہ سب دیکھ کر اندر ہی اندر گھٹنے لگی تھی اور سلطان احمد اور رضیہ بی ان بچوں کی یہ حرکتیں دیکھ الگ پریشان ہو رہے تھے.

.....

عافیہ اور باقی لوگ لنچ سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ حمزہ لائبہ کو ساتھ لیے آن پہنچا.

"تو پھر چلیں" دعا اسلام کے بعد حمزہ نے عافیہ سے کہا جو احمد کو رابیعہ کیساتھ فری ہونے پر گھور رہی تھی.

) 32 غیبی دنیا(

عافیہ نے اس سے پہلے احمد کو یوں کسی کیساتھ ہنستے مسکراتے فری ہوتے نہیں دیکھا تھا مگر اس میں احمد کا بھی کوئی قصور نہیں تھا چونکہ رابیعہ اس کی بچپن کی دوست تھی اور واحد رابیعہ ہی تھی جس کیساتھ احمد ہنسی مزاق کیا کرتا تھا جبکہ رابیعہ اس بات کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے عافیہ کو جیلس ہونے پر مجبور کر رہی تھی.

"ٹھیک ہے تو ہم پھر چلتے ہیں. " عافیہ نے آخری بار احمد کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی لیکن احمد نے اسے اگنور کیا اور رابیعہ کیساتھ خوش گپیوں میں مشغول رہا.

احمد کی اس حرکت پر عافیہ غصے سے تلملا اٹھی مگر اس سے پہلے کہ عافیہ غصے میں احمد سے کچھ غلط بول بیٹھتی حمزہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور سبھی کو خدا حافظ کہتا اسے اپنے ساتھ لیے وہاں سے چلا گیا.

حمزہ کار ڈریو کرتا عافیہ کے چہرے کے تاثرات دیکھ رہا تھا جو اسے بھی فکر مند کر رہے تھے.

"خاموش کیوں ہو, کیا ہوا؟" آخر حمزہ نے خاموشی توڑی.

"میری چھوڑو تم تو لائبہ کو لانے گئے تھے؟" عافیہ نے بات بدل دی.

"ہاں اسے بخار ہے سو گھومنے کا پروگرام کینسل کرنا پڑا". حمزہ نے منہ بناتے ہوئے کہا.

.....

شام کا وقت تھا اور رابیعہ احمد کے روم میں اس کے ساتھ بیٹھی اپنے گزرے وقت کی باتیں سنا رہی تھی کہ لندن میں اس نے یہ کیا وہ کیا, لندن میں یہ ہے وہ ہے.

احمد کو رابیعہ کی یہ باتیں پکا رہی تھی جبکہ رابیعہ اس مشن پر تھی کہ احمد اس کیساتھ شادی کر کے اس کیساتھ لندن چلا جائے.

"جو بھی ہو مس رابیعہ مجھے میرا وطن پاکستان بہت پیارا ہے اور جو بھی ہو اس کے آگے میں لندن کو کچھ بھی نہیں جانتا." احمد کے چہرے کے تاثرات یہ بتا رہے تھے احمد رابیعہ کے منہ سے لندن کی تعریفیں سن سن کر اکتا چکا تھا.

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے ناراض کیوں ہوتے ہو." رابیعہ نے مشکل سے مسکرانے کی کوشش کی.

احمد بیڈ پر لیٹا موبائل پر گیم کھیل رہا تھا جبکہ رابیعہ اس سے تھوڑے فاصلے پر لیٹی اس کے چہرے پر نگاہ جمائے اس سے باتیں کر رہی تھی.

اچانک رابیعہ نے اس کے ہاتھ سے موبائل چھین لیا اور مسکراتے ہوئے منہ بناتی اسے چڑھانے لگی اور احمد بھی اس کی اس حرکت پر ہنستا ہوا اس پر جھپٹا.

اسی چھپٹا جھپٹی میں احمد بیڈ سے نیچے گر پڑا اور رابیعہ بھی اس کے اوپر آن گری اور دونوں زور زور سے ہنسنے لگے.

(33 غیبی دنیا)

رابیعہ اس وقت احمد کے سینے پر لیٹی ہوئی تھی اور ان دونوں کی سانسوں کی مہک نے انھیں سنجیدہ ہونے پر مجبور کر دیا.

اچانک ان کی ہنسی غائب ہو گئی اور دونوں ایک دوسرے کو چپ چاپ گھورنے لگے.

احمد نے محسوس کیا کہ اسے اب رابیعہ سے الگ ہونا چاہیئے اور احمد نے ایسا کرنے کی کوشش بھی کی مگر رابیعہ نے اسے اٹھنے نہیں دیا مسکراتے ہوئے اس سے لپٹ گئی.

احمد کو بالکل بھی ایسا ہونے کا امکان نہیں تھا اور رابیعہ کے یوں اس سے لپٹنے پر تھوڑا سا بے چین ہونے لگا.

"رابیعہ پلیز چھوڑو مجھے, کیا کر رہی ہو تم" احمد نے اسے خود سے الگ کیا اور اس کے ہاتھ سے موبائل لے کر واپس بیڈ پر بیٹھ کر گیم کھیلنے میں مصروف ہو گیا.

رابیعہ بھی دوبارہ تھوڑے فاصلے پر اس کے پاس بیٹھ گئی.

"احمد کیا تم کسی کو پسند کرتے ہو, جس کے ساتھ تم ساری زندگی گزارنا چاہو." رابیعہ کے ذہن میں یہ تھا کہ احمد اس سوال کے جواب میں اس کا نام لے گا.

احمد نے اک نظر اسے دیکھا اور پھر اس سے مخاطب ہوا.

"ہاں ہے ایک لڑکی جسے میں بہت پسند کرتا ہوں مگر وہ تم بالکل بھی نہیں ہو" احمد نے مزاق کا سہارا لیتے ہوئے رابیعہ کو سچ بتا دیا.

یہ سن کر رابیعہ نے منہ بناتے ہوئے ایک بار پھر احمد سے موبائل چھیننے کی کوشش کی مگر اس بار رابیعہ کامیاب نہیں ہوئی جبکہ احمد بیڈ سے اٹھا اور قہقہا لگاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل آیا.

....

اگلے دن سوموار کو احمد کالج نہیں آیا اور یہ بات عافیہ کو بہت پریشان کرنے لگی تھی.

"ارے کس کی یادوں میں گھم ہو مہرانی." حمزہ اور لائبہ نے اسے یہاں لائبریری میں اداس بیٹھے دیکھا تو اس کے پاس آ کر بیٹھ گئے.

"ہونا کیا ہے سپنوں کا شہزادہ نہیں آیا آج." لائبہ نے مسکراتے ہوئے کہا.

"تم دونوں بکواس بند کرو اپنی اور پڑھنے دو مجھے تم دونوں جاؤ یہاں سے." عافیہ نے دوبارہ اپنی نظریں کتاب پر جماتے ہوئے کہا.

"ہم بھی چلے جائے گے اور احمد بھی چلا جائے گا لندن والی کیساتھ," حمزہ نے لائبوں کو سب بتا دیا تھا کہ احمد کیسے عافیہ کو اگنور کرتا رابیعہ کیساتھ خوش گپیاں کر رہا تھا اور کیسے عافیہ یہ دیکھ کر جیلس ہو رہی تھی.

لائبہ کی اس بات پر عافیہ نے حمزہ کو بری طرح گھورا کہ اس نے اسے یہ سب کیوں بتایا.

"اسے کیوں گھور رہی ہو بہت زیادہ یاد آ رہی ہے تو یہ لو کر لو بات اس سے۔" لائبہ نے کاغز کا ٹکڑا اس کی طرف بڑھایا جس پر موبائل نمبر لکھا تھا۔

) 34غیبی دنیا(

عافیہ نے غصے سے کتابیں سمیٹیں اور لائبریری کے خارجی دروازے کی طرف بڑھی مگر چند قدم ہی چلی تھی کہ رکی اور پھر واپس پلٹی۔

لائبہ اس کے یوں واپس پلٹنے پر مسکرائی مگر عافیہ نے منہ بناتے ہوئے اس کے ہاتھ سے وہ کاغذ کا ٹکڑا چھینا اور لائبریری سے باہر نکل گئی اور حمزہ اور لائبہ قہقہا لگاتے اسے جاتا دیکھنے لگے۔

.....

احمد کالج کے لیے ریڈی ہو کر کھانے کی میز پر بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا جبکہ سلطان احمد اور رضیہ بی رابیعہ کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے احمد سے بحث کر رہے تھے کہ وہ آج بھی کالج سے چھٹی کر لے۔

اسی اثناء میں احمد کے موبائل کی رنگ بج اٹھی۔

نمبر سیو نہیں تھا۔ احمد نے کال رسیو کی اور کرسی سے اٹھ کر ان سے زرا دور جا کھڑا ہوا۔

"کال کی ہے تو بات بھی کر لو۔" جب دوسری طرف سے کوئی نہ بولا تو احمد نے خاموشی توڑی۔

"کالج آ رہے ہو آج؟" عافیہ دھیمی آواز میں دوسری طرف سے بولی۔

احمد نے اس کی آواز فوراً پہچان لی۔

"نہ آؤں تو کیا فرق پڑے گا تمہیں. "احمد نے مسکراتے ہوئے کہا.

"بہت فرق پڑے گا. "عافیہ نے غصے سے کہا اور کال کاٹ دی.

دوسری طرف احمد کے لبوں پر پھیلی مسکراہٹ اور گہری ہو گئی.

کھانے کی میز پر بیٹھی رابیعہ اسی کی طرف نظریں جمائے بیٹھی تھی اور اس کے چہرے کے بدلتے تاثرات خوب سمجھ رہی تھی.

"اچھا امی جان میں کالج جا رہا ہوں. "احمد کندھے پر بیگ ڈالے جانے لگا.

"رکو احمد, میں بھی تمہارے ساتھ آتی ہوں, اکیلی گھر بیٹھ کر بور ہو جاؤں گی. "رابیہ اس کے پیچھے لپکی.

احمد نے اک نظر سلطان احمد کو دیکھا.

"لے جاؤ ساتھ, ٹھیک کہہ رہی ہے" سلطان احمد نے مسکراتے ہوئے کہا.

احمد اپنے دادا کی بات نہیں ٹال سکتا تھا چنانچہ رابیعہ بھی احمد کے ساتھ چل دی.

....

تیسرا لیکچر فری تھا چنانچہ احمد رابیعہ کو کنٹین میں لے آیا اور عافیہ بھی لائبہ کو ساتھ لیے ان کے سامنے ساتھ والے ٹیبل پر بیٹھ گئی.

"عافیہ مجھے تو لگتا ہے, صرف رابیعہ ہی نہیں بلکہ احمد بھی رابیعہ کو اسے پسند کرتا ہے. "لائبہ نے احمد کو یوں رابیعہ کے ساتھ ہنسی مزاق کرتے دیکھا تو یہ بولے بنا نہ رہ سکی جس پر عافیہ اسے غصے سے گھورنے لگی.

"احمد وہ عافیہ ہے نا, دیکھو کیسے ہمیں گھور رہی ہے. "رابیعہ نے یہ بات نوٹ کی تو احمد کو اس طرف دیکھنے کو کہا.

احمد نے عافیہ کی طرف دیکھا تو عافیہ کو یوں غصے سے لال پیلا دیکھ ہنسنے لگا.

) 35 غیبی دنیا(

عافیہ پہلے ہی احمد کے رابیعہ کے ساتھ یوں فرینڈلی ہونے پر بہت جیلس ہو رہی تھی جبکہ احمد کی اس ہنسی نے عافیہ کے صبر کو توڑ دیا تھا.

عافیہ غصے سے منہ پھولاتی ان کی طرف آئی.

"احمد پلیز, میں اور برداشت نہیں کر سکتی, تم سب جانتے ہو پھر بھی مجھے یوں پریشان کر رہے ہو. "عافیہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے جنہیں وہ چھپاتی وہاں سے چلی گئی.

احمد کو معلوم نہیں تھا کہ اس کی یہ ہنسی عافیہ کو اس قدر دکھ دے گی.

رابیعہ حیران کن نظروں سے عافیہ کو جاتے دیکھ رہی تھی.

"احمد تمہیں عافیہ سے بات کرنی چاہیئے اس سے پہلے کہ وہ تمہارے اور رابیعہ کے یوں اک ساتھ رہنے کی وجہ سے کسی غلط فہمی کے تحت تم سے دور نہ ہو جائے. "لائبہ نے احمد کو سمجھاتے ہوئے چھوٹا سا لیکچر دیا اور عافیہ کے پیچھے چلی گئی.

"کوئی بتائے یہ سب کیا ہو رہا ہے "رابیعہ نے منہ بناتے ہوئے احمد کو مخاطب کیا.

"دیکھو رابیعہ, عافیہ میرے لیے بہت ضروری ہے, بہت ضروری." احمد کے اس جواب نے رابیعہ کو حیران کر دیا.

"مجھ سے بھی زیادہ ضروری?" رابیعہ نے معصوم سا چہرہ بناتے ہوئے آخری چال چلی.

"ہاں بالکل, میں عافیہ کو دل و جان سے چاہتا ہوں جبکہ تم میری دوست ہو اس کے علاوہ میرے دل میں تمہارے لیے کچھ نہیں." احمد نے سنجیدہ ہوتے ہوئے ساری بات کہہ دی جسے سن کر رابیعہ بالکل چپ ہو گئی.

.....

لائبہ, عافیہ کے پیچھے پیچھے لائبریری میں آ گئی جبکہ عافیہ وہاں بیٹھی اپنے آنسو صاف کرتی پڑھنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی.

لائبہ چپ چاپ خاموشی سے اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی.

"عافیہ, میں..." عافیہ نے لائبہ کی بات کاٹی.

"پلیز کچھ دیر کے لیے مجھے اکیلا چھوڑ دو لائبہ".

لائبہ, عافیہ کی حالت کو سمجھتے ہوئے اس کی بات مان کر وہاں سے چلی گئی.

....

شام کے وقت سلطان احمد کورٹ سے گھر واپس آیا تو رابیعہ اس کے کمرے میں بیٹھی رو رہی تھی.

"کیا احمد نے کچھ کہا ہے تم سے."سلطان احمد کو پہلے سے ایسا کچھ ہونے کا ڈر تھا.

"احمد اس عافیہ کو چاہتا ہے اور.. اور کہتا ہے وہ مجھ سے زیادہ ضروری ہے اس کے لیے"رابیعہ نے روتے ہوئے کہا.

"خیر اب کیا ہو سکتا ہے..."رابیعہ نے سلطان احمد کی بات کاٹی.

"مجھے نہیں پتہ دادو, آپ نے... میرے والد سے وعدہ کیا تھا کہ آپ احمد سے میری شادی ضرور کروائیں گے."رابیعہ سلطان احمد کو دادو بولاتی تھی.

)36 غیبی دنیا(

رات کا ایک بج رہا تھا کہ اور عافیہ ابھی بھی جاگ رہی تھی.

اسے یہ بات تنگ کر رہی تھی کہ کہیں لائبہ کی بات سچ نہ ہو جائے, کہیں احمد سچ مچ اسے چھوڑ کر رابیعہ کیساتھ لندن نہ چلا جائے.

عافیہ انھی خیالوں میں گھم تھی کہ اس کے موبائل کی رنگ بج رہی تھی, موبائل سکرین پر احمد کا نام جگمگا رہا تھا.

عافیہ نے فوراً کال رسیو کی.

"ابھی تک جاگ رہی ہو؟"کال کے رسیو ہوتے ہی احمد کی آواز عافیہ کی سماعتوں سے ٹکرائی تو عافیہ کو اک عجب ہی سکون اور سرور محسوس ہوا اور ایک بار پھر اس کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی.

"کیا ہوا عافیہ, جواب کیوں نہیں دیتی میری بات کا" احمد عافیہ کو یوں خاموش پا کر پریشان ہو گیا تھا.

"تم نے ہی تو خاموش ہونے پر مجبور کیا ہے مجھے." عافیہ کی آواز میں اک عجیب ہی لرز اور درد تھا جسے سن کر احمد تڑپ سا گیا.

"معاف کر دو, مجھے نہیں پتہ تھا تم اس قدر دکھی ہو جاؤ گی مگر تم نے بھی تو آج تک مجھے کچھ نہیں بتایا کہ آخر تمہارے دل میں میرے لیے کیا ہے." احمد زرا سنجیدہ ہو گیا تھا.

"ٹھیک ہے, میں نے نہیں بتایا میری ہی غلطی تھی, جاؤ تم اس لندن والی کے پاس...." احمد نے اسکی بات کاٹی.

"اچھا اچھا اب غصے سے کال مت کاٹ دینا, اور یہ بتانا تھا کہ رابیعہ صرف میری دوست ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں".

احمد کی اس بات نے عافیہ کو کافی حد تک پر سکون کیا.

"احمد مجھے بس تم اتنا بتا دو کہ تمہارے دل میں میرے لیے کیا ہے." عافیہ اس کے دل کی بات اس کے منہ تک لانا چاہتی تھی.

"کل مل کر بتاتا ہوں." احمد نے کال کاٹ دی.

عافیہ اب بالکل سکون میں تھی اور جلد ہی اسے نیند بھی آ گئی.

......

سلطان احمد آج جلدی گھر آ گیا تھا اور احمد کے بھی کالج سے گھر آنے کا وقت ہو چکا تھا.

سلطان احمد اور رابیعہ لان میں بیٹھے احمد کا انتظار کر رہے تھے.

.....

"مجھے نہیں پتہ تھا کہ تمہارے ساتھ یوں بائیک پر بیٹھنے کی خواہش اتنی جلد پوری ہو جائے گی." احمد کے پیچھے بائیک پر بیٹھی عافیہ نے احمد کو کس کے باہوں میں لے رکھا تھا.

"مجھے بھی خوشی ہے کہ یہ دن جلدی آ گیا مگر پلیز اپنی باہوں کی گرفت ڈھیلی کرو ورنہ یہ نہ ہو کہ ارمانوں میں بہہ کر میں بائیک پر سے کنٹرول کھو دوں." احمد نے زرا فلمی انداز میں عافیہ کو چھیڑتے ہوئے کہا.

"میں تو نہیں چھوڑنے والی بہت مشکل سے قابو آئے ہو میرے, اچھا بتاؤ آپ کے دادا مجھے کیوں بلایا ہے ?".

) 37غیبی دنیا(

"دادا جان آج فیصلہ کرنے والے ہیں کہ رابیعہ کے ساتھ کیا کرنا ہے." احمد نے بائیک کی سپیڈ دھیمی کر دی تھی.

نہ جانے کہاسے اچانک دھند نے ان کی بائیک کو آ گھیر اتھا.

"احمد یہ کیا ہو رہا ہے, یہ دھند کہاسے آ گئی." عافیہ نے پریشان ہوتے کہا.

احمد نے بائیک کی سپیڈ بالکل دھیمی کر دی تھی.

کچھ ہی دیر میں دھند ہٹنے لگی تھی اور جیسے ہی دھند ہٹی احمد اور عافیہ کے سامنے جو منظر تھا اسے دیکھ وہ بہت گھبرا گئے.

وہ احمد کے گھر کے بہت نزدیک پہنچ چکے تھے مگر یہ دھند ہٹنے کے بعد وہ ایک ہرے بھرے جنگل کے درمیان سے نکلتی سڑک پر موجود تھے.

"ارے یہ ہم کہا آ گئے." عافیہ کا دل گھبراہٹ کے مارے زور زور سے دھڑک رہا تھا.

احمد بالکل خاموش کھڑا کبھی اس جنگل کو دیکھ رہا تو کبھی عافیہ کو.

عافیہ نے احمد کے ماتھے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پسینہ صاف کیا.

"احمد...." احمد نے عافیہ کی بات کاٹی.

"یہ تو... وہی جنگل ہے... اور یہاں کچھ دور اس طرف یقینن وہ محل بھی ہو گا." احمد کی آنکھیں نم ہونے لگیں تھی.

"کونسا محل.." عافیہ احمد کو یوں پریشان دیکھ کر اور گھبرا گئی.

احمد بائیک سے اتر کر ایک طرف چپ چاپ چل دیا اور عافیہ بھی اس کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی کہ پیچھے سے کسی نے عافیہ کے سر پر کسی چیز سے وار کیا.

عافیہ بے ہوش ہو کر گر پڑی جبکہ احمد اس بات سے بالکل انجان آگے بڑھتا جا رہا تھا.

عافیہ پر وار کرنے والا کوئی اور نہیں نوشیزہ ہی تھی جس نے عافیہ کو بے ہوش کرنے کے بعد خود عافیہ کا روپ اختیار کر لیا تھا.

احمد آہستہ آستہ محل کی جانب بڑھتا جارہا تھا کہ ایک بار پھر دھند نے اسے آلیا اور اس دھند میں کچھ نظر نہ آرہا تھا.

دھند ہٹنے پر احمد نے خود گھر کے راستے پر پایا.

وہ جنگل کہیں گھم ہو گیا.

"پیدل جانے کا ارادہ ہے کیا." نوشیزہ جو کہ اب عافیہ بن چکی تھی, اس نے احمد کا ہاتھ پکڑ کر روکا اور بائیک کی طرف اشارہ کیا.

احمد سمجھ نہیں پارہا تھا کہ یہ سب کیا ہوا تھا اس کے ساتھ اور نہ ہی احمد کو اس بارے میں کوئی شک ہوا کہ اس وقت اس کے ساتھ عافیہ نہیں نوشیزہ ہے.

احمد نے چپ چاپ بائیک اسٹارٹ کی اور نوشیزہ کے پیچھے بیٹھتے ہی بائیک گھر کی طرف بھگادی.

....

عافیہ کی آنکھ کھلی تو وہ ایک کمرے میں موجود تھی, جہاں اس کے علاوہ ایک چھوٹے قد کا عجیب سی شکل والا شخص بھی موجود تھا جو اسے ہی گھور رہا تھا.

تم اس دائرے سے باہر نکلنے کی غلطی مت کرنا ورنہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گی....

اس چھوٹے قد کے عجیب سے شخص نے نوشیزہ دھمکی دیتے ہوئے اس کے گرد اک بڑا سا دائرہ کھینچ دیا, اور پھر غائب ہو گیا....

.....

تم آ گئے اور عافیہ بیٹی بھی آئی ہے, بہت اچھے آؤ بیٹھو...

سلطان احمد نے احمد اور عافیہ کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھا تو انھیں بیٹھنے کو کہا...

رابیعہ بھی وہی موجود تھی.

دیکھو بچو میں کسی کیساتھ زبردستی نہیں کرنا چاہتا, تم تینوں یہاں موجود ہو اور ماشااللہ سمجھدار بھی ہو سو تم تینو مل کر یہ مسئلہ حل کر لو...

سلطان احمد نے بات ختم کی اور کمرے سے باہر چلا گیا...

احمد تم چاہے مجھے جو بھی سمجھو مگر میں تمہیں عافیہ کے لیے نہیں چھوڑ سکتی...

رابیعہ نے بات کا آغاز کیا...

پلیز احمد 5 منٹ کے لیے کمرے سے باہر جاؤ اور دروازہ بند کر دینا....

احمد کو معلوم نہیں تھا کہ عافیہ ایسا کچھ کریں گی خیر احمد کے پاس بھی تو رابیعہ کا کوئی حل موجود نہیں تھا سو وہ چپ چاپ اٹھا اور کمرے سے باہر نکلتے ہوئے دروازہ بند کر دیا...

دروازہ بند ہوا ہی تھا کہ اس کمرے میں اک تیسرا فرد نمودار ہوا جو رابیعہ کے پاس بیٹھا تھا اور بالکل رابیعہ کا ہی ہم شکل تھا....

رابیعہ کی نظر جیسے ہی اس پر پڑی اس نے زور سے چیخنا چاہا مگر آواز اس کے حلق سے باہر نہ نکلی...

رابیعہ نے خود کو لاچار پایا اور خوف کے مارے وہ پسینے میں بھیگنے لگی...

تو کیا فیصلہ کیا تم نے...

عافیہ کے لیے نہیں تو نہ سہی مگر نوشیزہ کے لیے تو تمہیں احمد کو چھوڑنا ہی ہو گا....

نوشیزہ جیسے جیسے اس کے قریب آئی اس کی شکل عافیہ کی شکل سے تبدیل ہو کر واپس نوشیزہ بن گئ....

تم کون ہو, میرا مطلب تم کیا ہو?

رابیعہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ وہ کیا کہے....

میری چھوڑوں تم اپنی بتاؤ.... تمہیں مار کر تمہاری جگہ تمہاری اس ہم شکل کو دے دوں یا تم اپنی زندگی کو سلامت رکھنے کے لیے احمد کو میرے لیے چھوڑو گی....

نوشیزہ کے دیکھنے کے انداز اور آواز میں اس قدر وحشت تھی کہ رابیعہ ڈر کے مارے لرز گئ...

میں.... آج... نہی.. نہیں.. ابھی... چلی جاؤ گی لندن....

رابیعہ کے منہ سے الفاظ نکل ہی نہیں پا رہے تھے....

یعنی اس ہم شکل کی اب ضرورت نہیں....

نوشیزہ نے جیسے ہی رابیعہ کے پاس بیٹھے اس انجان فرد کو اشارہ کیا وہ غائب ہو گیا جبکہ نوشیزہ واپس عافیہ کے روپ میں آ گئ...

یہ دیکھ کر رابیعہ ایک بار پھر ڈر کے مارے کانپ سی گئ...

....

احمد نے جیسے ہی دروازہ کھولا رابیعہ بھاگ کر کمرے سے باہر آئی اور احمد سے بس اتنا ہی کہہ کر وہاں سے چلی گئ کہ وہ لندن واپس جا رہی ہے اور جو کمرے میں موجود ہی وہ عافیہ نہیں ہے....

احمد سمجھ نہیں پایا کہ آخر کمرے میں ہوا کیا ہو گا....

دہلیز پر کیوں کھڑے ہو اندر آؤ نا احمد تمہارا ہی گھر ہے...

عافیہ کی شکل میں موجود نوشیزہ نے احمد کا ہاتھ پکڑ کر اسے کمرے کے اندر لیا اور دروازہ بند کر دیا...

اس سے پہلے کہ احمد کوئی سوال کرتا نوشیزہ نے اسے بیڈ پر دھکیل دیا اور خود اس کے بغل میں لیٹ کر اپنا سر اس کے سینا پر رکھ لیا...

فکر مت کرو.. اب ہمارے درمیاں کوئی نہیں آئے گا, رابیعہ آج ہی یہاں سے چلی جائے گی....

نوشیزہ احمد سے لپٹی ہوئی تھی...

احمد سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ آخر عافیہ کو ہوا کیا ہے اور اس نے رابیعہ کو جانے پر راضی کیسے کر لیا...

عافیہ آخر بات کیا....

احمد کچھ کہنے ہی والا تھا کہ عافیہ کی شکل میں موجود نوشیزہ نے اسے سے زور سے بھاہوں میں بھر لیا اور احمد کے ہونٹوں سے مسلسل اپنے ہونٹ ملانے لگی....

بہت کوشش کے باوجود احمد اسے خود سے الگ نہیں کر پا رہا تھا, وہ حیران ہونے کیساتھ ساتھ اب پریشان بھی تھا کہ آخر عافیہ میں اتنی طاقت کیسے آگئ کہ خود کو اس سے الگ کرنے میں وہ ناکام ثابت ہو رہا تھا...

کچھ دیر بعد نوشیزہ اس سے الگ ہوئی تو یہ دیکھ کر ہنسنے لگی کہ اس کے ہونٹوں کی سرخی احمد کے ہونٹوں پر منتقل ہو چکی تھی...

اس سے پہلے کہ احمد ہنسی کی وجہ جان پاتا نوشیزہ نے دوپٹہ سے اس کے ہونٹوں کو صاف کر دیا...

اب مجھے گھر جانا ہو گا احمد میں چاہتی ہوں جلد از جلد ہماری شادی ہو جائے اور ایک بات اور احمد یہ چند لمحات جو ابھی گزرے ہیں میں انھیں کبھی بھولا نہیں پاؤ گی....

نوشیزہ نے اپنا سکاف کپڑے درست کرتے ہوئے بات ختم کی اور کمرے سے باہر چلی گئ...

احمد ابھی تک شوک میں تھا, اسے ابھی بھی اس بات یقین نہیں آ رہا تھا کہ ابھی جو کچھ ہوا ہے وہ عافیہ نے کیا ہے حالانکہ عافیہ ایک بہت شرمیلی اور باحیا لڑکی ہے...

احمد جو سوچ رہا تھا وہ سچ تھا اور پھر رابیعہ کا جاتے وقت وہ کان میں سرگوشی کرنا کہ جو کمرے میں ہے وہ عافیہ نہیں ہے....

احمد کو اب پورا یقین ہو چکا تھا کہ کچھ نہ کچھ گڑبھڑ ہے...

احمد انھیں سوچوں میں گھم تھا کہ سلطان احمد کمرے میں داخل ہوا...

آخر یہ سب ہوا کیسے....

رابیعہ لندن کے لیے روانہ ہو چکی ہے اور عافیہ کے ابو کی کال آئی ہے کہ دو ہفتے بعد تمہارا اور عافیہ کا نکاح کر دیا جائے....

کیا ہوا احمد خاموش کیوں ہو کیا تم خوش نہیں ہو.....

احمد کی خاموشی اب سلطان احمد کو بھی پریشان کرنے لگی تھی...

نہیں دادا جان ایسی کوئی بات نہیں میں تو سمجھ نہیں پا رہا کہ آخر یہ سب ہوا کیسے اور ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی تو عافیہ یہاں سے گئ ہے وہ اتنی جلدی گھر کیسے پہنچی اور اس کے والد اتنی آسانی سے مان کیسے گئے...

یہ کیسی باتیں کر رہے ہو احمد...

عافیہ تو ہمارے ساتھ آدھا گھنٹہ پہلے ہی چلی گئ تھی جب میں رابیعہ کو ایئر پورٹ چھوڑنے گیا تھا رابیعہ کی ضد تھی کہ اسے ابھی جانا ہے....

میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں دادا جان لگتا ہے تھکاوٹ سے دماغ خراب ہو گیا ہے میرا....

احمد اپنی پریشانی چھپاتے ہوئے وہاں سے چل دیا....

شادی ابھی ہوئی نہیں دماغ پہلے ہی خراب ہو گیا...

سلطان احمد قہقہا لگایا جبکہ احمد انھیں اگنور کرتا کمرے سے باہر نکل گیا.

....

مجھے نہیں پتہ تھا عافیہ تم اپنے ابو کو اس شادی کے لیے منانے کی خاطر اپنی نس تک کاٹ لو گی....

تم سچ کہتی ہو, تمہیں سچ میں کچھ نہیں پتہ.

عافیہ کے روپ میں موجود نوشیزہ نے مسکراتے ہوئے وہ بازو لائبہ کو دکھایا جس پر اس نے سب کے سامنے گھاؤ لگایا تھا....

یہ کیسے ہوا....

لائبہ یہ دیکھ کر حیران تھی کہ جو کٹ بازو پر لگایا تھا اس کا نام و نشان تک نہ تھا....

تم چھوڑو یہ باتیں, گھر جاؤ اپنے تمہیں دیر ہو رہی ہے...

نوشیزہ نے اسے بیزاری سے گھورتے ہوئے کہا....

لائبہ نے محسوس کیا کہ عافیہ میں عجیب بدلاؤ آیا ہے مگر اس نے اسے اگنور کیا اور چپ چاپ وہاں سے چلی گئی....

....

چاندی رات میں احمد اپنی سوچوں میں گم چھت پر بیٹھا چاند کو دیکھ رہا تھا کہ ایک اڑتا ہوا پرندہ اس کی جانب آتا اسے دکھائی دیا..

اس کا اندازہ بالکل صحیح ثابت ہوا وہ رستم ہی تھا جو اپنے پر سمیٹتا اس کے روبرو آ کھڑا ہوا....

عافیہ نوشیزہ کی قید میں ہے, آزاد کروا سکتا ہوں اسے مگر مجھے تم سے آزادی چاہیئے میں اب اور تمہارے اور نوشیزہ کے چکر میں اپنا وقت بردار نہیں کر سکتا, اگر تم نے اس دن اجازت دی ہوتی تو آج نوشیزہ یہ سب کرنے کے لیے زندہ ہی نہ ہوتی.....

تمہیں آزادی کیوں چاہیئے, میں نے تو تمہیں کبھی غلام نہیں سمجھا....

عافیہ کے روپ میں موجود نوشیزہ جو کچھ تمہارے ساتھ کر چکی ہے وہ مجھے تم سے دور ہونے پر مجبور کر رہا ہے....

نوشیزہ جو رشتہ تم سے جوڑ چکی ہے وہ ناجائز ہے اس لیے میں اب تمہاری اور مدد نہیں کر سکتا صرف اپنی آزادی کے بدلے عافیہ تمہارے پاس واپس لا سکتا ہوں....

..

مجھے منظور ہے....

الوداب دوبارہ ملاقات نہیں ہو گی....

رستم نے پر پھیلائے, اک نظر احمد کو دیکھا پھر اڑ گیا.....

....

عافیہ کا پیاس سے گلا سوکھ رہا تھا اور بھوک سے برا حال تھا...

عافیہ اک پہاڑ کے غار میں قید تھی اور رستم کے لیے مشکل یہ تھی کہ وہ دائرہ ابھور نہیں کر سکتا تھا.

عافیہ بے ہوش ہونے ہی کو تھی کہ اسے دائرے سے کچھ دور احمد دکھائی دیا جو ہاتھ میں پانی کا گلاس پکڑے اسے اشارہ کر رہا تھا کہ ادھر آؤ....

عافیہ ساری جان اکٹھی کی اور اس کی جانب بڑھی...

عافیہ ابھی دائرے سے باہر نکلی ہی تھی کہ دو لمبے قد قامت کے طاقتور افراد نیزہ لیے اس کی طرف لپکے, عافیہ نے ڈر کے مارے آنکھیں بند کر لیں اور زور سے چیخی....

عافیہ کو کچھ آوازیں سنائیں دیں جیسے کوئی تلوار سے قتل سرے عام کر رہا ہو....

عافیہ نے آنکھیں کھولی تو دو انجان افراد خون میں لت پت احمد کے قدموں ساکن پڑے تھے...

عافیہ یہ سب دیکھ کر بے ہوش ہو گئ..

....

احمد ایک عامل کے پاس بیٹھا تھا اس غرض سے کہ وہ نوشیزہ سے عافیہ کو اور خود محفوظ کر سکے....

تمہارا کام بہت بھاری ہے میرے بھائی....اُس جن زادی سے ٹکر لینے کی مجھ میں ہمت نہیں.

ہاں مگر ایک طریقہ ہے مگر خطرناک ہے صبر آزما بھی....

مجھے منظور ہے.....

احمد نے فوراًہامی بھر لی....

...

سورت الناس پڑھنی ہو گی آگ پر اس جن زادی کو جلانے کے لیے, تم اور وہ لڑکی دائرے میں محفوظ رہو گے,

یہ کلمات ہیں جنھیں پڑھ کر تمہیں اپنے گرد دائرہ کھینچنا ہے اور دائرہ جتنا بڑھا ہو گا تمہارے لیے اتنی آسانی ہو گی اور سب سے اہم بات جب تک وہ جن زای جل کر راکھ نہ بن جائے پڑھنا مت چھوڑنا اور ہاں اگر تم اس وعدہ لے لو تم دونوں کو چھوڑنے کا تو پھر اسے راکھ کرنے ضرورت نہیں پڑے گی...

احمد گھر واپس لوٹا تو اسے عافیہ کی فکر ستانے لگی...

احمد کمرے میں داخل ہوا تو بیڈ پر عافیہ کو لیٹی پا کر پر سکون ہو گیا.

عافیہ ابھی تک بے ہوش تھی.

احمد نے عافیہ کی بے ہوشی کا فائدہ اٹھانے کی سوچی اور آگ جلانے کے بعد اس نے عامل کے بتائے ہوئے مخصوص کلمات پڑھ کر بیڈ کے گرد دائرہ لگا دیا اور پھر دائرہ میں بیٹھ کر سورت الناس کا ورد شروع کر دیا.

آدھا گھنٹہ گزر چکا تھا اور احمد پسینے سے شرابور ورد میں مصروف تھا.

....

2 گھنٹے گزر گئے اور احمد کا گلا پیاس سے سوکھنے لگا جبکہ وہ تمام تکالیف کو اگنور کرتا آنکھیں بند کیے ورد میں مشغول تھا...

....

کچھ دیر بعد احمد کو محسوس ہوا کہ کمرے میں کوئی اور بھی موجود ہے.

احمد نے آنکھیں کھول لیں اور سامنے دیکھنے لگا.

دائرے سے باہر عافیہ کی شکل میں نوشیزہ کھڑی تھی.

احمد گھبرا گیا اور وہ پریشانی سے ورد روک کر کھڑا ہو گیا کہ عافیہ دائرے سے باہر کیسے اور کب آ گئی...

احمد اس کی طرف دائرے سے باہر بڑھنے ہی لگا تھا کہ اسے یاد آیا کہ عافیہ تو بیڈ پر بے ہوش پڑی تھی...

احمد نے پیچھے پلٹ کر دیکھا تو عافیہ بیڈ پر موجود تھی اور ابھی بھی بے ہوش تھی.

احمد سمجھ گیا کہ اس کی محنت نے رنگ لانا شروع کر دیا ہے اور نوشیزہ اسے روکنے کے لیے یہاں پہنچ چکی ہے.

احمد نے واپس دائرے سے باہر اس طرف دیکھا تو وہاں کوئی نہیں تھا.

احمد واپس پڑھائی پر بیٹھ گیا اور اب کی بار پڑھنے کی رفتار تیز اور آواز بلند کر دی.....

کچھ ہی دیر بعد ایک بار نوشیزہ اس کے سامنے نمودار ہوئی اور اس بار اپنے اصل روپ میں.

یہ کیا کر رہے ہو احمد تمہیں پتہ بھی تمہیں یہ سب کرنے کا کتنا بڑا نقصان اٹھانا پڑ سکتا ہے....

نوشیزہ نے غصہ سے اسے گھورتے ہوئے کہا.

ہماری زندگی سے چلی جاؤ اور وعدہ کرو کہ دوبارہ کبھی بھی ہماری طرف نہیں لوٹو گی.

کبھی نہیں... تم میرے ہو صرف میرے اور میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتی...

احمد ورد کرتے ہوئے اس کی طرف پھونکا جس وہ چلائی اور اس کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئی....

......

احمد پسینے میں بری طرح بھیگ چکا تھا اور گلا بھی اس قدر سوکھ چکا تھا کہ اب پڑھنے میں کافی دقت ہو رہی تھی مگر وہ مسلسل ورد کر رہا تھا اسی رفتار سے اور اسی بلند آواز سے.

کمرے کا درجہ حرارت بڑھنے کے علاوہ کمرے میں کچھ دھواں بھی جمع ہو چکا تھا حالانکہ احمد نے دروازہ اور کھڑکیاں کھول رکھی تھیں...

کچھ دیر اور گزرنے کے بعد عافیہ ہوش میں آ گئی اور دھواں دیکھ کر آگ آگ چلاتی دروازے کی طرف دوڑی.

اسی اثنا میں نوشیزہ پر پھیلائے اس کے سامنے نمودار ہوئی اور اسے دیکھ کر مسکرانے لگی...

عافیہ بری طرح ڈر چکی تھی اور اس کی دھڑکن تیز ہو گئی....

عافیہ دائرے سے باہر نکل چکی تھی اور یہی وجہ تھی کہ نوشیزہ اسے دیکھ کر مسکرائی تھی...

نوشیزہ نے عافیہ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ عافیہ پیچھے کی جانب کھینچتی چلی گئی اور بیڈ پر جا گری...

یہ احمد تھا جس نے فوراً عافیہ کو دائرے کے اندر کھینچ لیا تھا...

عافیہ سنبھلی تو اس نے دیکھا احمد بیڈ پر اس کے پاس موجود ہے اور کچھ پڑھتا جا رہا ہے...

عافیہ نے رونا شروع کر دیا اور خوف کے مارے احمد سے لپٹ گئ...

یہ سب کیا ہو رہا ہے احمد مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے....

عافیہ نے روتے ہوئے کہا....

اس دائرے سے باہر نہیں نکلنا....

احمد نے عافیہ کو وہ دائرہ دکھایا جسے دیکھ کر عافیہ کو اپنی قید کا منظر یاد آ گیا....

ایک بار پھر سے نہیں احمد میں سب نہیں دیکھ پاؤ گی...

عافیہ ایک بار پھر روتے ہوئے احمد کے سینے سے لگ گئ.

اسی اثناء میں نوشیزہ ایک بار پھر ان کے سامنے آئی...

دور ہٹ اس سے ورنہ گردن الگ کر دوں گی دھڑ سے....وہ میرا ہے, احمد صرف میرا ہے...

نوشیزہ غصہ سے دھاڑی....

عافیہ نوشیزہ کو اس طرح دیکھ اور ڈر گئ اور اس نے احمد کے گرد باہوں کی گرفت اور مضبوط کر لی...

مجھے بہت ڈر لگ رہا احمد....

نوشیزہ اپنی بات مکمل نہیں کر پائی اور بے ہوش ہو گئ...

احمد نے عافیہ کو واپس بیڈ پر لٹا دیا اور دوبارہ ورد میں مصروف ہو گیا.

شام سے رات ہو چکی تھی اور کے دس بج رہے تھے باقی تکالیف کی ساتھ ساتھ نیند بھی احمد پر بھاری وار کرنے لگی...

بار بار نیند سے احمد کی آنکھ لگ جاتی اور وہ بیٹھا بیٹھا جھول جاتا, آنکھ کھلنے پر دوبارہ ورد میں مصروف ہو جاتا....

اسی اثنا میں احمد کی نظر دروازے پر پڑی تو اسے اپنے دادا سلطان احمد اندر داخل ہوتے دکھائی دیے....

احمد یہ تم کیا کر رہے ہو اور یہ عافیہ یہاں کیوں سو رہی ہے, پتہ ہے نہ اس کے والد کتنی مشکل سے مانے ہیں اس شادی کے لیے اور اگر تم ایسی حرکتیں کرو گے تو......

سلطان احمد مسلسل بول رہے تھے کہ احمد نے پڑھتے پڑھتے ان کی طرف پھونکا جیسے ہی احمد نے ایسا کیا سلطان احمد نوشیزہ میں تبدیل ہو گیا اور نوشیزہ غصہ سے آگ بگولہ ہوتی اسے غصہ سے کچھ دیر گھورتی رہی اور پھر غائب ہو گئ....

رات کے گیارا بج رہے تھے.....

احمد کا جسم بری طرح سے درد کر رہا تھا....

کمرے میں اک خوف ناک اژدہ داخل ہوتا دکھائی دیا جس کی جسامت دیکھ کر پھنکار سن کر احمد ڈر کے مارے کانپنے لگا.....

احمد بھاگنے کی سوچ رہا تھا مگر وہ جانتا تھا کہ یہ بھی نوشیزہ ہی کی کوئی چال ہے.

اژدے کی پھنکار سن کر عافیہ بیدار ہو گئ اور جیسے ہی اس کی نظر اُس سیاہ اژدے پر پڑی وہ ڈر کے مارے چیختی ہوئی بیڈ سے اتری اور احمد کے پاس آ کر بیٹھ گئ...

ڈرو مت عافیہ یہ پس دائرے کے باہر ہی یہ سب تماشہ کر سکتی ہے, دائرے کے اندر آنا اس کے بس کی بات نہیں...

احمد نے اتنا کہا ہی تھا کہ وہ خوفناک اژدہ بلند آواز میں پھنکار تا ہوا تیزی سے ان کی جانب بڑا جسے دیکھ کر احمد نے خوف کے مارے آنکھیں بند کر لیں جبکہ عافیہ ڈر سے چیختی ہوئی دروازے کی جانب بھاگی...

اچانک کمرے میں خاموشی چھا گئی...

احمد نے سوچا کہ شاید نوشیزہ سے ان کا پیچھا چھوٹ گیا مگر جیسے ہی اس نے آنکھیں کھولیں وہ یہ دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا کہ عافیہ دائرے سے باہر ہے اور وہ اژدہ اس سے لپٹا ہوا ہے...

اژدہ نے عافیہ کے گرد مظبوطی سے گرفت کسی ہوئی تھی اور ڈر کے مارے عافیہ کچھ کہہ نہیں پا رہی تھی پس آنسو بہائے جا رہی تھی....

ٹھیک ہے نوشیزہ تم جیت گئ میں خود کو تمہیں سونپتا ہوں مگر اس کے بدلے تمہیں عافیہ کو چھوڑنا ہو گا....

احمد نے اتنا کہا ہی تھا کہ وہ اژدہ نوشیزہ میں بدل گیا اور نوشیزہ عافیہ کو گردن سے پکڑے احمد کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرانے لگی....

مجھے بھی اس سے کوئی مطلب نہیں,ہاں پس تمہیں میرے ساتھ میری دنیا میں جانا ہو گا میرا بن کر تو آؤ احمد پاس آؤ میرے...

احمد جانتا تھا کہ اس دائرے سے باہر نکلتے ہی نوشیزہ اس پر بھاری پڑ جائے گی مگر اس کے پاس اب کوئی چارہ نہیں تھا.

احمد دائرے سے باہر نکل آیا....

مجھے یقین نہیں ہو رہا تم اس اک عام سی لڑکی کے لیے خود کو مجھے سونپ دیا....

نوشیزہ نے احمد کی اس قربانی کو حماقت سمجھتے ہوئے اک زوردار قہقہا لگایا....

میں نے خود کو تمہارے حوالے کیا ہے مگر سچ یہ ہے کہ تم کبھی بھی عافیہ کی جگہ نہیں لے سکتی...

احمد نے غصے سے اسے گھورتے ہوئے کہا.

اگر عافیہ مر جائے تو بھی نہیں...

نوشیزہ نے عافیہ کو دیوار کی طرف زور سے دھکیلا...

اسی اثنا میں رستم کہیں سے نمودار ہوا اور اس سے پہلے کہ عافیہ کا سر دیوار سے ٹکراتا اس نے عافیہ کو سنبھال لیا....

رستم کو دیکھ کر نوشیزہ کی ہنسی خوف میں بدل گئی اور وہ بھاگنے ہی لگی تھی کہ رستم نے اسے گردن سے دھبوچ لیا اور اس سے پہلے کہ احمد کچھ کہہ پاتا اس نے اپنے بھاری ہاتھوں سے نوشیزہ کی گردن اس کے دھڑ سے الگ کر دی....

کمرے میں نوشیزہ کی اک چیخ سنائی دی اور اس کی گردن احمد کے قدموں میں جا گری...

یہ سب دیکھ کر نہ صرف عافیہ بلکہ احمد بھی بے ہوش ہو کر گر پڑا.....

ختم شد